منگل 14؍ مارچ 2023ء | 21؍ شعبان 1444 ہجری قمری | 14؍ امان 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 62

ارشاد باری تعالیٰ

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

فرمان خلیفۂ وقت

جماعت کے خلاف مقدمات میں لوگ جھوٹی گواہی دیتے ہیں

جماعت کے خلاف تو مقدمات میں ہمیں اکثر نظر آتا ہے کہ بہت سارے لوگ جو موجود بھی نہیں ہوتے وہ گواہ بن کے کسی کے مقدمے میں پیش ہو جاتے ہیں۔ تو بہرحال (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ ’’آج دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں۔‘‘ (سارے کاغذات documents جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں۔ کسی سرکاری افسر کو پیسے دیئے اور جھوٹے بنا لئے) ’’کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔‘‘ (یعنی سچ سے دُور ہی رہیں گے اور آجکل تو یہ حالت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے) ’’اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟‘‘ (سلسلے کی ضرورت کے بارے میں آپ نے ان اخلاق کو پیش کیا اور بتایا کہ کیا صرف اتنا ہی کہہ دینا کہ مسیح آسمان پر نہیں ہے اور زمین میں فوت ہو چکے ہیں اور اب جس نے آنا تھا وہ آ گیا ہے کافی ہے؟ نہیں۔ بلکہ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو قائم کرنے ہوں گے اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا) فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۱﴾ (الحج: 31) بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے‘‘۔ فرمایا ’’جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 349-350 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا بقیہ صفحہ 11 پر

اس شمارہ میں

- اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا! مجھے (منظوم)
- Practice makes a man perfect
- خلاصہ خطاب بر موقع نیشنل امن سمپوزیم برطانیہ
- بنیادی مسائل کے جوابات بابت رمضان المبارک
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً
- کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے ہو اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

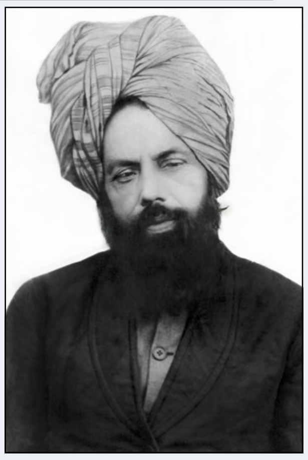

جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں

مَیں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔ مَیں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔ اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہوگئی۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ

(الطلاق: 4)

یقیناً یاد رکھو! جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالے کے رہنے والے تھے۔ وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاپ سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگھ نے اپنے باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تھے انہوں نے کہا کہ آپ نے بڑا ظلم کیا۔ اس پر شیر سنگھ نے کہا۔ مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کھایا ہے۔ اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقعہ پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے۔ جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا۔ بالکل نہیں۔ بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہو گی۔ اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو۔ پھر مَیں برکت دوں گا۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 351-355 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

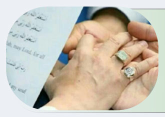

دربارِ خلافت

غیر مسلم مستشرقین بھی آپؐ کی عظیم شان کے قائل تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر Sir John Bagot Glubb یہ لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ 1986ء میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ لکھتے ہیں کہ:

’’قاری اس کتاب کے آخر پر (جو کتاب وہ لکھ رہے تھے) جو بھی رائے قائم کرے اس بات کا انکار ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تجربات اپنے اندر پرانے اور نئے عہد ناموں کے قصوں اور عیسائی بزرگوں کے روحانی تجربات سے حیران کُن حد تک مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے افراد کے ان گنت رؤیا اور کشوف سے بھی مشابہت رکھتے ہوں۔ مزید یہ کہ اکثر اوقات ایسے تجربات تقدس اور فضیلت والی زندگی کے آغاز کی علامت ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کو نفسانی دھوکہ قرار دینا کوئی موزوں وضاحت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ واقعات تو بہت سے لوگوں میں مشترک رہے ہیں۔ ایسے لوگ جن کے درمیان ہزاروں سالوں کا فرق اور ہزاروں میلوں کے فاصلے تھے۔ جنہوں نے ایک دوسرے کے بارے میں سنا تک نہ ہو گا لیکن اس کے باوجود ان کے واقعات میں ایک غیر معمولی یکجائی پائی جاتی ہے۔ یہ رائے معقول نہیں کہ ان تمام افراد نے حیران کن حد تک مشابہ رؤیا اور کشوف اپنے طور پر ہی بنا لئے ہوں۔ باوجود اس کے کہ یہ افراد ایک دوسرے کے وجود ہی سے لاعلم تھے۔‘‘

پھر جن لوگوں نے ہجرت حبشہ کی تھی اُن کے بارے میں لکھتا ہے: ’’اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً تمام وہ افراد شامل تھے جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے متشدد باسیوں کے درمیان یقیناً بہت کم پیروکاروں کے ساتھ رہ گئے تھے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی جرأت اور ایمان کی مضبوطی کے اعلیٰ معیار پر قائم تھے۔‘‘

(The Life and Times of Muhammad)

پھر John William Draper اپنی کتاب History of the intellectual Development of Europe میں لکھتے ہیں کہ:

’’Justinian کی وفات کے چار سال بعد 569 عیسوی میں مکّہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے تمام شخصیات میں سب سے زیادہ بنی نوع انسان پر اپنا اثر چھوڑا اور وہ شخص محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جسے بعض یورپین لوگ جھوٹا کہتے ہیں … لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے کئی قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہوا۔ وہ ایک تبلیغ کرنے والے سپاہی تھے۔ ممبر فصاحت سے پُر ہوتا (یعنی جب تقریر فرماتے) میدان میں اترتے تو بہادر ہوتے۔ اُن کا مذہب صرف یہی تھا کہ خدا ایک ہے۔ (مذہب کا خلاصہ ایک ہی تھا کہ خدا ایک ہے۔) … اس سچائی کو بیان کرنے کے لئے انہوں نے نظریاتی بحثوں کو اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے پیروکاروں کو صفائی، نماز اور روزہ جیسے امور کی تعلیم دیتے ہوئے اُن کی معاشرتی حالتوں کو عملی رنگوں میں بہتر بنایا۔ اُس شخص نے صدقہ وخیرات کو باقی تمام کاموں پر فوقیت دی۔‘‘

(History of the intellectual Development of Europe by John William Draper M.D.,LL.D.,)

(New York:Harper and Brothers,Publishers,Fraklin Square1863 page 244

پھر ایک مشہور مستشرق ہیں William Montgomery، اپنی کتاب Muhammad at Madinah میں لکھتے ہیں کہ:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں، اتنا ہی آپ کی کامیابیوں کی وسعت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اُس وقت کے حالات نے آپ کو ایک ایسا موقع فراہم کیا جو بہت کم لوگوں کو ملتا ہے۔ گویا آپ اُس زمانے کے لئے موزوں ترین انسان تھے۔ اگر آپ کے پاس دور اندیشی، حکومت کرنے کی انتظامی صلاحیتیں، توکل علی اللہ اور اس بات پر یقین کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، نہ ہوتا تو انسانی تاریخ میں ایک اہم باب رقم ہونے سے رہ جاتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق یہ کتاب ایک عظیم الشان ابن آدم کو سمجھنے اور اُس کی قدر کرنے میں مدد کرے گی۔‘‘

(William Montgomery Watt,Muhammad at Madinah,Oxford at the Clarendon Press1956,pp.335)

یہ اس سوانح نویس کی شہادت ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں مثبت رویہ نہیں رکھتا۔

(خطبہ جمعہ 5/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا! مجھے

(کلام حضرت مصلح موعودؓ)

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا! مجھے
بیمارِ عشق ہوں ترا، دے تو شفا مجھے

جب تک کہ دم میں دم ہے اسی دین پر رہوں
اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا مجھے

بے کس نواز ذات ہے تیری ہی اے خدا!
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا مجھے

مجملہ تیرے فضل و کرم کے ہے یہ بھی ایک
عیسیٰؑ مسیح سا ہے دیا رہنما مجھے

تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

ہاں ہاں نگاہِ رحم ذرا اس طرف بھی ہو
بحرِ گنہ میں ڈوب رہا ہوں بچا مجھے

موسیٰؑ کے ساتھ تیری رہیں لن ترانیاں
زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے

احساں نہ تیرا بھولوں گا تازیست اے مسیحؑ!
پہنچا دے گر تو یار کے در پر ذرا مجھے

سجدہ کناں ہوں در پہ ترے اے مرے خدا!
اٹھوں گا جب اٹھائے گی یاں سے قضا مجھے

ڈوبا ہوں بحرِ عشقِ الٰہی میں شاد میں
کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے

(کلام محمود صفحہ 1)

اداریہ

Practice Makes a Man Perfect

اس ضرب المثل کو انسان کی پیدائش سے دیکھا جائے تو ڈاکٹرز ایک طرف زچہ کوسنبھال رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف نرس بچے کو الگ کر دیتی ہے جہاں پیڈز (Peds) کے ڈاکٹرز بچے کا پورا معائنہ کرتے ہیں اور اس کی حرکات وسکنات کو دیکھ کر بلکہ اس کے رونے کی آواز سے بچے کی زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ہلانے، آنکھیں مٹکانے سے، اس کے اعضاء کے صحت و سلامتی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کو انسان کی پہلی practice کہا جاتا ہے جس سے بچے کی تکمیل کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد بچہ بڑے ہونے تک جن ادوار سے گزرتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں ہلانے اور اس کی دوسری جسمانی حرکات سے اس کی جسمانی perfection کا جو اندازہ لگایا جاتا ہے اس کی تفصیل کو چھوڑتے ہوئے قارئین کو صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ انسان کی Perfection کے اندازہ کا آغاز اس کے بچپن بلکہ اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان اپنی جبلی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ والدین ہی اُسے یہودی، نصرانی، مجوسی اور مسلمان بناتے ہیں۔یعنی تمام مذاہب والوں کی اپنی سطح پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسے Perfect بنانے کے لیے اصول و ضوابط سکھلائے جائیں اور وہ مختلف طریقوں سے ان کو پرفیکٹ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ایشیائی معاشرہ میں نرسری اسکولز میں کوئی معاشرتی تعلیم تو نہیں دی جاتی لیکن مغربی دنیا میں قوم کے معمار بچوں کو ہر میدان میں perfect بنانے کے لیے نرسری سے ہی practice کروائی جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مغربی دنیا میں ان بچوں کو سڑک عبور کرنا سکھایا جاتا ہے، مارکیٹوں اور سپر اسٹورز سے خرید و فروخت کرنی سکھائی جاتی ہے حتیٰ کہ بینک کارڈ کا استعمال سکھلانے کے لیے اسکولز کی کنیٹینز سے کارڈ کے ذریعہ اشیاء کی خرید سکھائی جاتی ہے۔ کبھی کیک بنانا سکھایا جاتا ہے اور کبھی کچھ۔ بچوں کو بچپن سے ہی ان باتوں کا علم دینا معاشرہ میں انسان بننا سکھلاتا ہے۔

یہ سلسلہ زندگی کے ہر موڑ پر جاری رہتا ہے اور انسان اپنی زندگی کو اپنے اعمال سے سمجھاتا ہے۔ کس لیے؟ اپنے آپ کو perfect بنانے کے لیے۔ اس کے لیے وہ اپنے کولیگز سے مقابلہ بھی کرتا ہے۔ وہ خاموشی سے اپنے کولیگز کو پڑھتا ہے اس لیے کہ ان سے مقابلہ کر سکے۔ اسے مسابقت الی الخیر بھی کہتے ہیں۔ یہ سب جتن اپنے آپ کو perfect بنانے کے لیے ہوتے ہیں۔ گو کوئی انسان تمام میدانوں میں تو perfect نہیں ہوسکتا لیکن انسان کوشش تو کرتا ہے کہ وہ اپنی سیرت و کردار اور اپنے اعمال سے معاشرہ میں نمایاں طور پر نظر آئے۔ اسی کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

زیر نظر ضرب المثل میں ایک اور سبق بھی ہمیں دستک دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف عمل اور کردار ہی کافی نہیں بلکہ آپ کے اعمال آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی تائید کر رہے ہوں۔ کیونکہ انسان جب بولتا ہے تو سامعین اس کے بول اور قول کو اس سپیکر کی perfection کا اندازہ لگانے کے لیے اس کے جسمانی ڈھانچے میں ڈال کر دیکھتے ہیں۔

سبق تو بہت ہیں۔ ایک اہم سبق خود احتسابی کا بھی ہے اور انسان کو اپنے اندر بہتری لانے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

اس مضمون کو بہت سے طریق سے لوگوں نے اُجاگر کیا ہے۔ خاکسار نے اپنے اس مضمون کا آغاز تعلیمی ادارے کی performence سے کیا تھا۔ اس حوالہ سے مجھے ایک ضرب المثل یاد آرہی ہے جو خاکسار نے اپنے لاہور قیام کے دوران سمن آباد کے ایک ہائی اسکول کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی تھی کہ

Education is not only Education but formation.

کہ انسان جب تک اپنے علم کو، اپنی تعلیم کو عمل کے سانچے میں نہیں ڈھالتا اس وقت تک اس کی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگ جیسے ٹیچرز، ڈاکٹرز اور علماء وغیرہ کے اعمال ان کے اقوال اور تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ہم اسلامی ممالک میں اکثر دیکھتے ہیں کہ کئی افراد ’’حاجی‘‘ کا لیبل لگانے کے لیے کہ ان کا کاروبار چمکے حج کرتے ہیں اور پھر دل کھول کر اشیاء میں ملاوٹ بھی کر رہے ہوتے ہیں اور بے ایمانی بھی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو! ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے۔ کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے اصلاح کے لیے مجھے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا۔ بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کرلیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حقیقت میں تو ہر نیکی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرنے کا حکم فرمایا ہے، اُس کا حصول اور ہر برائی جس سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، اُس سے نہ صرف رکنا بلکہ نفرت کرنا عملی اصلاح کی اَصل اور جڑ ہے۔ پس ہم تب حقیقی مسلمان کہلائیں گے، ہم تب زمانے کے امام کی حقیقی جماعت کے فرد کہلائیں گے جب نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق ہم میں پیدا ہوں گے، جن کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو حکم دیا ہے اور دوسری طرف بدی سے انتہائی کراہت کے ساتھ نفرت ہو۔ گویا حقیقی مومن ایک ایسا سمویا ہوا انسان ہوتا ہے جو نیکیوں کی تلاش کر کے اُنہیں سینے سے لگانے والا اور بدیوں سے دور بھاگنے والا ہو۔ تبھی وہ اعتدال کے ساتھ اپنے معاملات طے کرسکتا ہے۔ یہ نہیں کہ برائیوں اور نیکیوں کے بیچ لٹکا ہوا ہو اور پھر دعوے بھی بلند بانگ ہوں............ لیکن جب ہم اس پہلو کی طرف دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں جو عملی تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں، اُس کی حالت کیا ہے؟ تو پھر فکر پیدا ہوتی ہے۔سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک معاشرے کی ہر برائی کا مقابلہ کر کے اُسے شکست دے رہا ہے؟ کیا ہم میں سے ہر ایک کے ہر عمل کو دیکھ کر اُس سے تعلق رکھنے والا اور اُس کے دائرے اور ماحول میں رہنے والا اُس سے متاثر ہو رہا ہے، یا پھر ہم ہی معاشرے کے اثر سے متاثر ہو کر اپنی تعلیم اور اپنی روایات کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ہم میں سے ہر ایک بھرپور کوشش کرتے ہوئے اپنی اس طرح عملی اصلاح کر رہا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے جو ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے، یہ پوچھتی ہے کہ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں کہ جھوٹ اور فریب ہمارے قریب بھی نہ پھٹکے؟ کیا ہم نے اپنے دنیاوی معاملات سے واسطہ رکھتے ہوئے آخرت پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے؟ کیا ہم حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایک بدی سے اور بدعملی سے انتہائی محتاط ہو کر بچنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ کیا ہم کسی کا حق مارنے سے بچنے والے اور ناجائز تصرف سے بچنے والے ہیں؟ کیا ہم پنجگانہ نماز کا التزام کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہمیشہ دعا میں لگے رہنے والے اور خدا تعالیٰ کو انکسار سے یاد کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایسے بد رفیق اور ساتھی کو جو ہم پر بد اثر ڈالتا ہے، چھوڑنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ماں باپ کی خدمت اور اُن کی عزت کرنے والے اور امورِ معروفہ میں اُن کی بات ماننے والے ہیں؟ کیا ہم اپنی بیوی اور اُس کے رشتہ داروں

بقیہ صفحہ 16 پر

خلاصہ خطاب برموقع نیشنل امن سمپوزیم برطانیہ

امیر المؤمنین سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرمودہ مؤرخہ 4/ مارچ 2023ء بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح کمپلیکس، مورڈن ٫ سرے یوکے

جب سے ہماری جماعت انیسویں صدی کے آخر پر قائم ہوئی دوسروں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے ساتھ ساتھ
ہم دنیا میں حقیقی قیامِ امن کے لئے مسلسل باہمی افہام و تفہیم اور رواداری کے پیغام پر عمل پیراء اور ترویج کے لئے کوشاں ہیں

حضور انور ایدہ اللہ نے تعوذ کے بعد ارشاد فرمایا! سب سے پہلے مَیں اپنے اِن تمام مہمانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو آج شام یہاں ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں، کوویڈ وبائی بیماری کی وجہ سے ہم پچھلے کچھ سالوں سے اِس طرح کے مہمانوں کا استقبالیہ کرنے سے قاصر رہے۔ یہ تقریب بیت الفتوح مسجد کمپلیکس کے انتظامی بلاک کی تعمیر نو کے افتتاح کے لئے منعقد کی جارہی ہے اور افتتاح کے ساتھ ساتھ ہم اپنا نیشنل امن سمپوزیم بھی منعقد کر رہے ہیں۔ اِس لئے مَیں مختصراً مقاصد مسجد کا تذکرہ کرنے کی کوشش نیز دنیا کی موجودہ حالت اور عالمی امن و سلامتی کے حصول کے بارہ میں بھی اپنے خیالات پیش کروں گا۔

احمدی مسلمانوں کا عقیدہ

میرے خیال کے مطابق حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر حقوق اللہ کی ادائیگی یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اِس لئے سچے مسلمان اپنی زندگی پُرامن طریقے سے بسر کرتے ہوئے معاشرہ میں امن، رواداری اور باہمی افہام و تفہیم کا پرچار کرتے ہیں۔ درحقیقت احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہماری جماعت کے بانی کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی توجہ اِن بنیادی اسلامی اصولوں کی جانب مبذول کرنے کے لئے بھیجا تھا جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نیز دنیا بھر میں ہر جگہ امن و ہم آہنگی پھیلانے کی کوشش کرنا ہے۔

مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں

جو اللہ کے گھر میں داخل ہوتا ہے وہ سلامتی میں داخل ہوتا ہے، اِس قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک سچا مسلمان مسجد میں داخل ہو کر خود امن کی حالت میں داخل ہو گا اور خدا کے حقوق و احکام کو پورا کر کے دوسروں کے لئے امن و سلامتی کا مینار ثابت ہو گا۔ قرآن پاک میں بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص مخلوق خدا کے حقوق کو پورا نہیں کرتا تو اُس کی عبادات اور نمازیں ردّ کر دی جائیں گی، درحقیقت قرآن کریم کہتا ہے کہ جو لوگ دوسروں کے حقوق کی پاسداری نہیں کرتے اُن کی عبادت بجائے ذریعہ نجات اُن کی تنزلی اور ذلت کا ذریعہ بنے گی۔ ہماری تمام مساجد روحانی طور پر مقدس خانہ کعبہ کی آئینہ دار ہیں جہاں یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے گھر کے طور پر کام کرتی ہیں وہیں بنی نوع انسان کے حقوق کی تکمیل اور دنیا میں قیام امن کا ذریعہ بھی ہیں۔

قرآن پاک کے آغاز سے ہی مسلمانوں کو گئی تلقین

اسلامی تعلیمات کا بنیادی ستون یہ ہے کہ ایک مخلص مسلمان کبھی بھی دیگر مذاہب اور عقائد کے لوگوں کو نہ نقصان پہنچائے، کسی بھی قسم کی نفرت کو جگہ دے یا اِن کے بارہ میں کسی بھی طرح سے برا بھلا کہے کیونکہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

درحقیقت ہمارا یقین اور تعلیم ہے

اللہ تعالیٰ تو اُن لوگوں کی بھی حاجتیں پوری کرتا ہے جو اُس کے فضل کی قدر نہیں کرتے اور اُس کے وجود کے انکاری ہیں، نہ صرف وہ اُن کو رزق بلکہ اُن کی محنت کا ثمر بھی دیتا ہے۔ یہ تمام مہربان خدا کا تصور ہے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں، یقیناً جو لوگ ایسے مہربان خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی دوسروں کے امن و بھلائی کو نظرانداز کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ اِس طرح خالصتاً ایسے مہربان اور محبت کرنے والے خدا کا قرب اور محبت حاصل کرنے کے لئے احمدیہ مسلم جماعت پوری دنیا میں امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کی کوشش کرتی ہے۔

ہمارا محرک حقیقی

جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا کہ وبائی مرض سے قبل ہم نے ہر سال اِس نیشنل امن سمپوزیم کا انعقاد کیا اور مقصد امن کو آگے بڑھانے کی کوشش میں اِس تقریب کو دوبارہ شروع کرنے کا موقع ملنے پر ہم شکر گزار ہیں۔ اِس کے علاوہ ہم پوری دنیا میں اِسی طرح کی کانفرنسیں اور تقریبات منعقد کرتے ہیں، جن میں لوگوں کو قطع نظر اُن کی ذات، نسل یا رنگ انسانیت کے بینر تلے اکٹھا اور دنیا میں درپیش مسائل کے حل کی نشاندہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا محرک حقیقی دیرپا قیام امن ہے تاکہ بنی نوع انسان خود کو تباہی سے بچا سکے۔

صرف امن میں ہی دنیا کی نجات مضمر ہے

ہمارا مقصد اِس حقیقت کے بارہ میں آگاہی پیدا کرنا ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور انسانیت پر زور دینا ہے کہ وہ ایک قدم پیچھے ہٹیں اور نہ صرف آج کے لوگوں بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے بھی اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں۔ ہم ایسی تقریبات منعقد کرتے ہیں تاکہ ہم اپنے پختہ یقین کا اعادہ کر سکیں کہ صرف امن میں ہی دنیا کی نجات مضمر ہے، امن سماجی ترقی و بہبود کے دروازے کھولنے کی سنہری کنجی اور اِس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں ترقی اور خوشحالی کی منازل طے کر سکیں۔

دنیا ایک بار پھر جنگ و جدل کی لپیٹ میں ہے

اگرچہ ہم نے اِس پیغام کی طویل عرصہ سے ترویج کی لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اِن باتوں پر کان نہیں دھرا گیا، مجھے یقین ہے کہ اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی اکثریت خدا تعالیٰ سے منہ موڑ چکی اور مادیت پرستی اور حصول دنیاداری کو اپنا حتمی مقصد سمجھتی ہے، ایسی ہی فضولیات اور حرص و ہوس کے تعاقب میں بیسویں صدی کے دوران بنی نوع انسان کو دو پُر مصائب اور خوفناک جنگوں میں گھسیٹا گیا۔ ماضی کی ہولناکیوں سے سیکھنے کی بجائے دنیا ایک بار پھر جنگ و جدل کی لپیٹ میں ہے۔

اسلام نے جارحانہ جنگ کی کبھی اجازت نہیں دی اور نہ دے گا

اسلام نے علاقائی مفادات یا جغرافیائی سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے جارحانہ جنگ کی کبھی اجازت دی اور نہ کبھی دے گا، مزید برآں قرآن پاک نے ہدایت کی ہے کہ حصول امن کے لئے ہر ممکن موقع کو بروئے کار لایا جائے خواہ کامیابی کے امکانات کتنے ہی محدود کیوں نہ ہوں۔

ابھی چند روز قبل ہی یوکرین جنگ کی پہلی برسی منائی گئی

افسوس کی بات یہ ہے کہ جنگ کب اور کیسے ختم ہو گی اِس کا کوئی نشان نظر نہیں آیا، اِس کے باوجود بعض سیاسی رہنماء یہ کہنے سے نہیں رکے کہ ایک بار جنگ ختم ہونے کے بعد روس پر سخت پابندیاں عائد کی جانی چاہئیں اور اِسے اِس کے عمل کی قیمت ادا کرنی چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اِس تناظر میں حال ہی میں ٹائمز میں شائع ہونے والے ایک صحافی میتھیو پیرس کے کالم کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا: وہ کہتا ہے کہ کسی بھی بامعنی مذاکرات امن سے پہلے اِس طرح کے بیانات غیر ضروری اور یہ صرف ایک غیر مستحکم صورتحال کو مزید بھڑکانے اور پُرامن حل کے امکانات کو کم کرنے کا کام کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈروں کو میڈیا کی قلیل مدتی پذیرائی سے بالاتر ہو کر اِس بات کو سمجھنا چاہئے کہ آج بولے جانے والے الفاظ مستقبل کے اِس خطہ پر طویل سایہ ڈال سکتے ہیں جس سے ہم ابھی تک لاعلم ہیں، اب وہ وقت نہیں ہے کہ شکست خوردہ روس سے بدلہ کی بات کرتے ہوئے نیورنبرگ طرز کے جنگی جرائم کے ٹربیونلز کا مطالبہ کیا جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مزید ارشاد فرمایا! مجھے یقین ہے کہ اِسے یہ انتباہ جاری کرنے کا حق ہے، روس اور اِس کے لیڈروں کو دشمنی ختم کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر وہ جانتے ہوں کہ اِن کا انخلاء یقینی بربادی کا باعث بنے گا۔

تنازعات کے پُرامن حل کے لئے اسلامی تعلیمات

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا! جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اسلامی تعلیمات تنازعات کے پُرامن حل کے لئے ہر ممکن کوشش کی متقاضی ہیں، اِس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ رابطہ کے ذرائع کو کھلا رکھنا اور باہمی طور پر قابل قبول معاہدہ کی شرائط تلاش کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اِس کے باوجود اگر جارح بدحالی اور تباہی پھیلانے پر تلا رہتا اور پیچھے ہٹنے سے انکار کرتا ہے تو اسلام یہ سکھاتا ہے کہ دوسری قوموں کو مل کر ظلم کے خاتمہ کے لئے متناسب اور ضروری طاقت کا استعمال کرنا چاہئے۔ مداخلت کرنے والے فریقین کا مقصد ہمیشہ بجائے جارح سے بدلہ لینے یا تذلیل کے قیام امن رہنا چاہئے۔

سچ یہ ہے کہ جنگ اکثر جنگ کو ہی جنم دیتی ہے

اِسی طرح یوکرین جنگ کا ایک انتہائی خطرناک نتیجہ مخالف سیاسی بلاکس اور اتحادوں کی مضبوطی کی صورت میں نکلا ہے اور بین الاقوامی تعلقات میں استعمال ہونے والی بیان بازی ہر طرف سے دشمنی کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ سچ یہ ہے کہ جنگ اکثر جنگ کو ہی جنم دیتی ہے، ایسے حقیقی خدشات ہیں کہ یوکرین کا تنازعہ مزید پھیل سکتا ہے یا یہ کہ دیگر ممالک اپنے تنازعات کو حل کرنے کے لئے سفارتی کوششوں کو ترک کر کے طاقت کا سہارا لینے کے لئے ترغیب پکڑیں گے۔

یورپ کا ایک بڑا حصہ تابکار قبرستان میں تبدیل ہو جائے گا

حضور انور ایدہ اللہ نے صحافی پیٹر ہچنز کے ایک مضمون کا بھی حوالہ دیا جس میں اُس نے متعدد مغربی ممالک کی جانب سے اپنے ٹینک یوکرین بھجوانے کے فیصلہ کی بابت لکھا کہ اگر یوکرین کو فراہم کئے جانے والے ٹینک روسی سرزمین میں داخل ہو جائیں تو جو کچھ رونما ہو

بقیہ صفحہ 7 پر

تیار کردہ: ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن
پیش کردہ: فائقہ بشریٰ۔ بحرین

بنیادی مسائل کے جوابات بابت رمضان المبارک

سوال: ایک دوست نے دریافت کیا کہ دارقطنی میں ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کیلئے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، کیا یہ حدیث درست ہے؟ اس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20/ اکتوبر 2020ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔

یہ بات درست ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بناء پر علماء وفقہاء نے خطبہ عید کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حضور ﷺ نے عید کیلئے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر عید کے لئے جائے۔ اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

سوال: ایک خاتون نے رمضان المبارک کے اعتکاف کے بارہ میں دریافت کیا کہ کیا یہ اعتکاف گھر پر کیا جاسکتا ہے اور کیا یہ اعتکاف تین دن کیلئے ہوسکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب 9/ اگست 2015ء میں اس مسئلہ کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: جہاں تک رمضان کے مسنون اعتکاف کا تعلق ہے وہ تو جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے گھر پر اور تین دن کیلئے نہیں ہوسکتا۔

آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ رمضان المبارک میں کم از کم دس دن اور مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ

(صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر والاعتکاف فی المساجد کلھا)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرماتے رہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں رمضان کے مسائل بیان فرمائے ہیں وہاں اعتکاف کے بارہ میں احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ

(سورۃ البقرہ:188)

کہ رمضان کے اعتکاف میں ایک تو میاں بیوی کے تعلقات کی اجازت نہیں اور دوسرا یہ کہ اعتکاف بیٹھنے کی جگہ مسجدیں ہیں۔

احادیث میں بھی اس امر کی وضاحت آئی ہے کہ رمضان کا اعتکاف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یعود المریض)

ترجمہ: معتکف کے لئے مسنون ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازہ میں شامل ہو اور نہ اپنی بیوی کو چھوئے اور نہ اس سے جسمانی تعلق قائم کرے۔ اور سوائے اشد ضروری حاجت کے جس کے سوا چارہ نہ ہو مسجد سے باہر نہ جائے۔ اور روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور نہ ہی جامع مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر اعتکاف درست ہے۔

پس قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کے مطابق رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کم از کم دس دن ہوتا ہے اور اس کیلئے مسجد میں ہی بیٹھا جاتا ہے۔

ہاں رمضان کے علاوہ عام دنوں میں اگر نیکی کے طور پر اور ثواب کی خاطر کوئی اپنے گھر میں چند دن کیلئے اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے اور اس کی کہیں ممانعت نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں بعض فقہاء نے عورت کے گھر میں اعتکاف کرنے کو بہتر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے:

اما المرأة تعتکف فی مسجد بیتھا

(ھدایہ باب الاعتکاف)

یعنی عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

’’مسجد کے باہر اعتکاف ہوسکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔‘‘

(روزنامہ الفضل 6/ مارچ 1996ء)

سوال: آسٹریلیا کے واقفات نو کے اسی پروگرام گلشن وقف نو مؤرخہ 12/ اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضور انور کی خدمت اقدس میں سوال کیا کہ ہم رمضان کے روزے کس عمر میں رکھنا شروع کریں؟ اس استفسار کا جواب عطا فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب: روزے تم پر اس وقت فرض ہوتے ہیں جب تم لوگ پوری طرح Mature ہو جاؤ۔ اگر تم سٹوڈنٹ ہو اور تمہارے امتحان ہو رہے ہیں تو ان دنوں میں اگر تمہاری عمر تیرہ، چودہ، پندرہ سال ہے تو تم روزے نہ رکھو۔ اگر تم برداشت کرسکتی ہو تو پندرہ سولہ سال کی عمر میں روزے ٹھیک ہیں۔ لیکن عموماً فرض روزے جو ہیں وہ سترہ، اٹھارہ سال کی عمر سے فرض ہوتے ہیں، اس کے بعد بہرحال رکھنے چاہئیں۔ باقی شوقیہ ایک، دو، تین، چار روزے اگر تم نے رکھنے ہیں تو اٹھ دس سال کی عمر میں رکھ لو، فرض کوئی نہیں ہیں۔تمہارے پہ فرض ہوں گے جب تم بڑی ہو جاؤ گی، جب روزوں کو برداشت کرسکتی ہو۔ یہاں (آسٹریلیا میں۔ مرتب) مختلف موسموں میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ Day Light کتنے گھنٹے کی ہوتی ہے؟ سحری اور افطاری میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ بارہ گھنٹے؟ اور Summer میں کتنا ہوتا ہے؟ انیس گھنٹے کا ہوتا ہے؟ ہاں تو بس انیس گھنٹے تم بھوکی نہیں رہ سکتی۔ یوکے میں بھی آجکل، جو پیچھے گرمیاں گزری ہیں، ان میں تمہارے روزے چھوٹے تھے اور وہاں لمبے روزے تھے۔ ساڑھے اٹھارہ گھنٹے کے روزے تھے۔ تو سویڈن وغیرہ میں بائیس گھنٹے کے روزے ہوتے ہیں۔ تو وہاں تو بہرحال وقت کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اتنا لمبا روزہ بھی نہیں رکھا جاسکتا۔ لیکن برداشت اس وقت ہوتی ہے جب تم جوان ہو جاتی ہو، کم از کم سترہ اٹھارہ سال کی ہو جاؤ تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر روزے رکھو۔ سمجھ آئی؟ تمہارے اماں ابا کیا کہتے ہیں؟ دس سال کی عمر میں تم پر روزہ فرض ہوگیا ہے؟ لیکن عادت ڈالا کرو۔ چھوٹے بچوں کو بھی دو تین روزے ہر رمضان میں رکھ لینے چاہئیں تاکہ پتہ لگے کہ رمضان آ رہا ہے۔ لیکن روزے نہ بھی رکھنے ہوں تو صبح اٹھو اور اماں ابا کے ساتھ سحری کھاؤ، نفل پڑھو، نمازیں باقاعدہ پڑھو۔تم لوگوں کا، سٹوڈنٹس کا اور بچیوں کا رمضان یہی ہے کہ رمضان میں اٹھیں ضرور اور سحری کھائیں، اہتمام کریں اور اس سے پہلے دو یا چار نفل پڑھ لیں۔ پھر نمازیں باقاعدہ پڑھیں۔قرآن شریف باقاعدہ پڑھیں۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 1 الفضل آن لائن۔لندن 17/ دسمبر 2020ء)

سوال: ایک دوست نے عیدین کی نماز کے واجب ہونے نیز عید کی نماز میں امام کے کسی رکعت میں تکبیرات بھول جانے اور اس کے تدارک میں سجدہ سہو کرنے کے بارے میں حضور انور کی خدمت اقدس میں رہنمائی فرمانے کی درخواست کی۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب 21/ نومبر 2017ء میں اس سوال کا جو جواب عطا فرمایا، وہ حسب ذیل ہے۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ حضور ﷺ نے ایسی خواتین جن پر ان کے خاص ایام ہونے کی وجہ سے نماز فرض نہیں، انہیں بھی عید گاہ میں آکر مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا پابند فرمایا ہے۔

اور جہاں تک امام کے تکبیرات بھول جانے کا سوال ہے تو ایسی صورت میں مقتدی اسے یاد کروا دیں، لیکن مقتدیوں کے یاد کروانے کے باوجود اگر امام کچھ تکبیرات نہ کہہ سکے تو مقتدی امام کی ہی اتباع کرتے ہوئے عید کی نماز ادا کریں۔ تکبیرات بھولنے کے نتیجہ میں امام کو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 4 روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19/ جنوری 2021ء)

سوال: ایک دوست نے مسافر کے لئے رمضان کے روزوں کی رخصت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے ان کی باہم تطبیق کی بابت راہنمائی چاہی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11/ جون 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: آپ کے خط میں بیان دونوں قسم کے ارشادات میں کوئی تضاد نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ دونوں ہی کا قرآن کریم کے واضح حکم کی روشنی میں یہی ارشاد ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص بیماری میں یا سفر

کی حالت میں روزہ رکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے واضح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔

جہاں تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد ’’روزہ میں سفر ہے۔سفر میں روزہ نہیں‘‘ کا تعلق ہے تو اگر اس سارے خطبہ کو غور سے پڑھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور دراصل اس میں مختلف مثالیں بیان فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ ایسا سفر جو باقاعدہ تیاری کے ساتھ، سامان سفر باندھ کر سفر کی نیت سے کیا جائے وہ سفر خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اس میں شریعت روزہ رکھنے سے منع کرتی ہے۔لیکن ایسا سفر جو سیر کی غرض سے یا کسی Trip اور Enjoyment کیلئے کیا جائے، وہ روزہ کے لحاظ سے سفر شمار نہیں ہو گا اور اس میں روزہ رکھا جائے گا۔ چنانچہ سفر میں روزہ رکھنے کے بارہ میں آپ کے دیگر ارشادات بھی آپ کے اسی نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 11 الفضل آن لائن۔لندن 13/ اپریل 2021ء)

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ خاکسار کی ملاقات مؤرخہ 13/ اپریل 2021ء میں خادم کے عرض کرنے پر کہ کیا کسی آن لائن سسٹم کے تحت نماز تراویح ادا کی جاسکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے راہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

جواب: اگر مسجد اور اس کے عقب میں گھر ایک ہی Location میں ہوں جیسا کہ اسلام آباد یوکے کے نئے مرکز احمدیت میں مسجد مبارک اور اس کے عقب میں کارکنان کے گھر ہیں تو لاؤڈ سپیکر اور ایف ایم ریڈیو وغیرہ کے مواصلاتی ذریعہ سے جس کے منقطع ہونے کے بہت کم امکانات ہوتے ہیں صرف مجبوری کی حالت میں جیسا کہ آجکل کرونا وائرس کی وبا کی وجہ سے مجبوری ہے، نماز تراویح اور دیگر نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔لیکن اگر مسجد اور مکانات الگ الگ Locations میں ہوں یا مکانات مسجد کے آگے ہوں تو ایسے گھروں کے مقیم اس طرح مسجد میں ہونے والی نمازوں کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ اپنے اپنے گھروں میں اپنی باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 51 الفضل آن لائن لندن 22/ جون 2021ء)

سوال: اس سوال پر کہ روزہ کے دوران اگر کسی خاتون کے ایام حیض شروع ہو جائیں تو اسے روزہ کھول لینا چاہئے یا اس روزہ کو مکمل کر لینا چاہئے۔ نیز جب یہ ایام ختم ہوں تو سحری کے بعد پاک صاف ہو سکتے ہیں یا سحری سے پہلے پاک ہونا ضروری ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 30/ اپریل 2020ء اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب: عورت کی اس فطرتی حالت کو قرآن کریم نے ’’أَذًى‘‘ یعنی تکلیف کی حالت قرار دیا ہے۔ اور اسلام نے اس کیفیت میں عورت کو ہر قسم کی عبادات کے بجالانے سے رخصت دی ہے۔ اس لئے جس وقت ایام حیض شروع ہو جائیں اسی وقت روزہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور ان ایام کے پوری طرح ختم ہونے پر اور مکمل طور پر پاک ہونے کے بعد ہی روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ نیز جو روزے ان ایام میں (بشمول آغاز اور اختتام والے دن کے) چھوٹ جائیں، ان روزوں کو رمضان کے بعد کسی وقت بھی پورا کیا جاسکتا ہے۔

سوال: روزہ کے دوران کورونا ویکیین کا انجیکشن لگونے کے جواز کی بابت ایک غیر از جماعت ادارہ کے فتویٰ کی الفضل انٹرنیشنل میں اشاعت پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 13/ اپریل 2021ء میں اس شرعی مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے درج ذیل ارشاد فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: ایسی خبریں اور فتوے الفضل میں شائع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے اسے شائع کرنا ناگزیر تھا تو ساتھ ہی جماعتی مسلک بھی شائع کرنا چاہئے تھا کہ یہ فلاں ادارہ کا فتویٰ ہے۔ جبکہ جماعتی مسلک اس کے برعکس ہے۔تا کہ آپ کا یہ خبر نامہ پڑھ کر کسی کو غلطی نہ لگتی۔

بہرحال فوری طور پر اب اس کی تردید شائع کریں اور اس میں صاف صاف جماعتی مسلک درج کریں کہ روزہ کی حالت میں ہر قسم کا انجیکشن خواہ وہ Intramuscular ہو یا Intravenous ہو لگوانا منع ہے۔ اور اگر کسی احمدی کو کورونا ویکیین کی Appointment رمضان میں ملتی ہے تو اسلام نے جو رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ انجیکشن والے دن روزہ نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس روزہ کو پورا کر لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو احادیث نبویہؐ سے استدلال فرماتے ہوئے روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ لگانے کی بھی اجازت نہیں دی۔ اور آپ الفضل میں اس فتویٰ کے مطابق انجیکشن کو بھی جائز قرار دے رہے ہیں۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 24 الفضل آن لائن۔لندن 8 جولائی 2022ء)

سوال: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کی ایک رپورٹ کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16/ مئی 2021ء میں اس مسئلہ پر درج ذیل اصولی ہدایات عطا فرمائیں۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد اس روز نماز جمعہ اور نماز ظہر دونوں نہ پڑھنے کے بارہ میں تو صرف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ہی موقف اور عمل ملتا ہے اور وہ بھی ایک مقطوع روایت پر مبنی ہے، نیز اس روایت کے دو راویوں کے بیان میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ جبکہ مستند اور قابل اعتماد روایات میں تو حضور ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ملتا ہے کہ ان سب نے یا تو اس روز نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ بھی اپنے وقت پر ادا کیا ہے اور دور کے علاقوں سے آنے والوں کو جمعہ سے رخصت دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ظہر کی نماز ادا کر لیں اور بعض مواقع پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ ادا نہیں کیا لیکن ظہر کی نماز ضرور اپنے وقت پر ادا کی گئی۔

یہی موقف اور عمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا بھی ملتا ہے۔سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک مرتبہ کے عمل کے کہ جب آپ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی اسی مذکورہ بالا روایت پر عمل کرتے ہوئے عید پڑھانے کے بعد نہ جمعہ ادا کیا اور نہ ظہر کی نماز پڑھی۔

لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے کسی قول یا فعل پر مبنی نہیں ہے اس لئے صرف اس مقطوع روایت کی وجہ سے جس کے راویوں کے بیانات میں بھی تضاد موجود ہے فرض نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس روایت پر مبنی حصہ کو فقہ احمدیہ سے حذف کر دیں اور فقہ احمدیہ میں لکھیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے ہیں تو نماز عید کی ادائیگی کے بعد اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو ظہر کی نماز اپنے وقت پر ضرور ادا کی جائے گی۔

سوال: ایک عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے باقی ہوں تو اس کے بچے اس کی طرف سے یہ روزے رکھ سکتے ہیں، اس بارہ میں جماعت کا کیا موقف ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 24/ مئی 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: نماز اور روزہ بدنی عبادات ہیں، اس لئے ان کا ثواب اسی شخص کو پہنچتا ہے جو ان عبادات کو بجالاتا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک میت کی طرف سے نماز اور روزے رکھنا مرنے والے کی اولاد کی ذمہ داری نہیں ہے۔

فقہاء کی اکثریت جن میں حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالک اور امام شافعیؒ شامل ہیں، ان روزوں کے رکھنے کو درست نہیں سمجھتے اور ان کی بھی یہی دلیل ہے کہ روزہ ایک بدنی عبادت ہے جو اصول شرع سے واجب

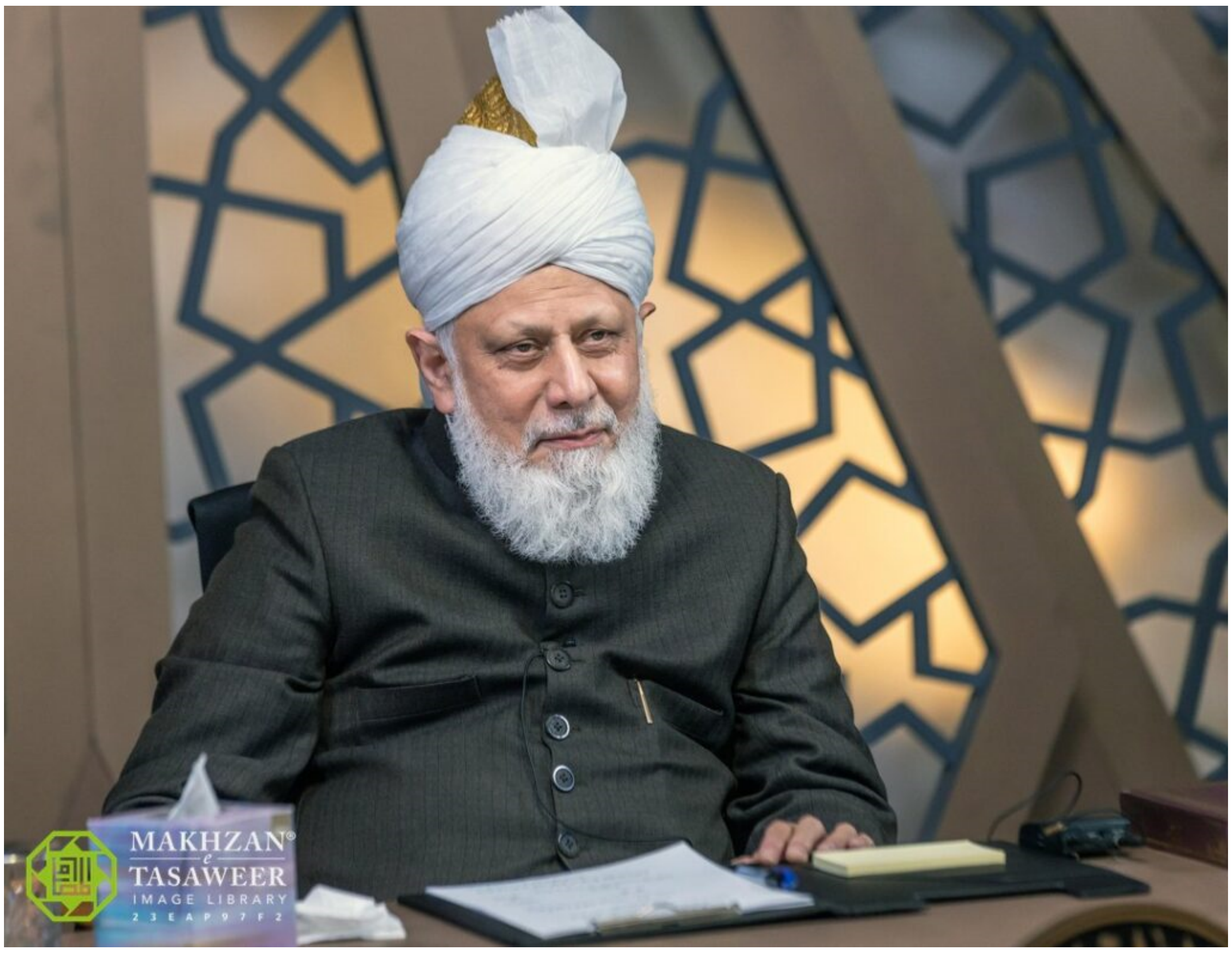

ہوتی ہے اور زندگی اور موت کے بعد اس میں نیابت نہیں چلتی۔

(الفقہ الاسلامی و ادلتہ کتاب الصوم، از ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی)

باقی جہاں تک کتب احادیث میں اس قسم کی روایات کے بیان ہونے کا تعلق ہے تو علماء حدیث اور شارحین نے ان روایات کی تشریح میں اس سے مختلف روایات کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً میت کی طرف سے اس کے اولاد کے روزہ رکھنے والی روایات حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں، لیکن کتب احادیث میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف سے یہ روایت بھی موجود ہے کہ وفات یافتہ کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اس کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم بَاب مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مروی اس قسم کی روایات میں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ سوال پوچھنے والا مرد ہے اور دوسری جگہ عورت۔ اسی طرح روزوں کے بارہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے تھے یا نذر کے روزے تھے۔ نیز ایک جگہ روزوں کی بابت پوچھا جارہا ہے اور دوسری جگہ حج کی بابت پوچھا ہے۔

(شرح بخاری از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ جلد سوم صفحہ 630 کتاب الصوم)

پس اس قسم کے اختلافات کی وجہ سے محدثین میں بھی میت کی طرف سے روزے رکھنے کے بارہ میں مختلف آراء پائی جاتی ہے لیکن کسی نے بھی اسے واجب قرار نہیں دیا۔

البتہ میت کی طرف سے کوئی ایسا کام کرنا جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہو تو وہ ایک صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 36 الفضل آن لائن لندن 28/ اکتوبر 2022ء)

سوال: قرآن کریم کی حافظہ ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کیا میرے والد صاحب میری اقتداء میں نماز تراویح ادا کر سکتے ہیں؟ اور اگر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا آغاز کرنا ہو تو کیا پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوبارہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرہ کی قرأت شروع کی جائے گی؟ نیز یہ کہ جہری نمازوں میں سورتوں کی قرأت سے قبل بسم اللہ بھی اونچی آواز میں پڑھنی چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 25/ جولائی 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے نماز باجماعت کی فرضیت صرف مردوں پر عائد فرمائی ہے اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا ہے۔ اس لئے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔ آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا۔ اسی طرح اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب کبھی کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو باوجود علالت کے نماز کی امامت خود کراتے۔ پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہو گا۔

2۔ نماز کے دوران قرآن کریم کی تلاوت آغاز سے شروع کرتے وقت بھی طریق یہی ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کی جائے گی، دوبارہ سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ البتہ فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ قرآن کریم ختم کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ الناس کے بعد دوبارہ قرآن کریم کا کچھ ابتدائی حصہ پڑھنا چاہے تو وہ سورۃ فاتحہ سے آغاز کر سکتا ہے اور اس کے بعد سورۃ البقرہ کا بھی کچھ پڑھ سکتا ہے، اس میں کچھ حرج کی بات نہیں لیکن ابتداء میں سورۃ فاتحہ کا تکرار بعض فقہاء کے نزدیک موجب سجدہ سہو ہے۔

3۔ نماز میں سورۃ کی تلاوت شروع کرنے سے قبل بسم اللہ بلند آواز میں پڑھنا یا آہستہ پڑھنا ہر دو طریق درست اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سب کے پیچھے نماز پڑھی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی میں نے بسم اللہ بالجہر پڑھتے نہیں سنا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ)

نعیم بن المجمر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی امامت میں نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ اونچی آواز میں تلاوت کی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ پھر جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی۔ جب آپ سجدہ میں جاتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نماز کے معاملہ میں تم میں سے سب زیادہ آنحضرت ﷺ کی نماز سے مشابہ ہوں۔ (یعنی میری نماز حضور ﷺ کی نماز سے مشابہ ہے)

(سنن نسائی کتاب الافتتاح باب قرأۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھا کرتے تھے۔

(المستدرك للحاكم كتاب الامامۃ و صلاۃ الجماعۃ باب التامین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (اللّٰھم اغفرہ وارحمہ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزا آتا ہے۔ کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(بدر نمبر 32 جلد 11 23/ مئی 1912ء صفحہ 3)

حضرت میاں عبد اللہ صاحب سنوریؓ روایت کرتے ہیں۔ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔

خاکسار (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ ناقل) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت ﷺ نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 147-148 روایت نمبر 154 مطبوعہ فروری 2008ء)

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 40 الفضل آن لائن لندن 9/ دسمبر 2022ء)

سوال: ڈنمارک سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ اور ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں سے کس کی فضیلت زیادہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 25/ اگست 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں ان دونوں مہینوں کی فضیلت کا کوئی باہمی تقابلی جائزہ تو بیان نہیں ہوا۔ بلکہ دونوں مہینوں اور ان میں ہونے والی عبادات کے کثرت سے فضائل و برکات بیان ہوئے ہیں۔ یہ فضائل عمومی رنگ میں بھی بیان ہوئے ہیں اور بعض اوقات حضور ﷺ نے کسی سوال پوچھنے والے کے حالات کے پیش نظر اور بعض اوقات موقعہ محل کے لحاظ سے بھی انہیں بیان فرمایا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث میں بیان ہونے والی ان فضیلتوں کی بناء پر بعض اعتبار سے رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور اس میں کی جانے والی عبادتیں اور اس میں نازل ہونے والے احکام بظاہر زیادہ افضل قرار پاتے ہیں اور بعض لحاظ سے ذوالحجہ کا پہلے عشرہ اور اس کی عبادات بظاہر زیادہ افضل ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

سَيِّدُ الشُّهُوْرِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَأَعْظَمُهَا حُرْمَةً ذُو الْحِجَّةِ

(شعب الایمان للبیہقی، فصل تخصیص أیام العشر من ذی الحجۃ، حدیث نمبر 3597)

یعنی تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور ان میں سے حرمت کے اعتبار سے سب سے عظیم ذوالحجہ کا مہینہ ہے۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط نمبر 42 الفضل آن لائن 6/ جنوری 2023ء)

بقیہ: خلاصہ خطاب بر موقع نیشنل امن سمپوزیم...... از صفحہ 4

گا اِس پر حیران نہیں ہونا چاہئے نیز اِس بات کا حقیقی امکان موجود ہے کہ یورپ کا ایک بڑا حصہ تابکار قبرستان میں تبدیل ہو جائے۔

کئی سالوں سے مَیں ایک عالمی جنگ کے خطرہ سے خبردار کر رہا ہوں تیزی سے ماہرین تعلیم، سیاسی ماہرین اور قابل احترام تجزیہ کار بھی خبردار کر رہے ہیں کہ ہم تاریخ انسانی کے ایک سنگین دَور کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ روسی ریاست کی طرف سے جتنے بھی جرائم کئے جا رہے ہیں، ہمیں اِس وسیع تصویر کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اگر جنگ کو ختم نہ کیا گیا تو یہ ممکنہ تباہ کن نتائج کے ساتھ ایک بڑے عالمی بحران کا باعث بنے گی، اِس لئے عالمی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ نیک نیتی پر مبنی مذاکرات امن کے ذریعہ اِس جنگ کو ختم کریں، بصورت دیگر مجھے خدشہ ہے کہ یہ جنگ یورپ سے نکل کر مشرقی دنیا ایشیاء تک پھیل جائے گی اور کون جانتا ہے کہ پھر کہاں جا کر رکے۔ عالمی ایٹمی جنگ کے وسیع پیمانہ پر ناقابل تصور، ہولناک اور تباہ کن اثرات کے بارہ میں متنبہ کرنے کے بعد خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو عقل اور تمام بنی نوع انسان کو اُن اصولی مقاصد کے عملی اظہار کی توفیق عطا فرمائے جو اِس دنیا کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے اور اپنی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی صورت میں چاہتا ہے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً

کتاب الصلوٰۃ جزو 5

قسط 21

سوال: کیا حضورؐ فرض نماز سواری پر پڑھ لیتے تھے؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو نفل نماز پڑھتے تھے لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔

سوال: کیا نماز میں بھول جائیں تو سجدہ سہو لازم ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور (بھولے سے) ظہر کی نماز (ایک مرتبہ) پانچ رکعت پڑھی ہیں۔ پھر جب آپؐ نے سلام پھیرا تو آپؐ سے کہا گیا کہ یارسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا آخر کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

یہ سن کر آپؐ نے اپنے دونوں پاؤں پھیرے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور سہو کے دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔

پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی ضرور کہہ دیتا لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ اس لیے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلایا کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اس وقت ٹھیک بات سوچ لے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے کر لے۔

سوال: اگر نماز کی کوئی رکعت بھول جائے تو کیا کرے؟

جواب: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت کے بعد ہی سلام پھیر دیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے، پھر یاد دلانے پر باقی نماز پوری کی اور سجدہ سہو کیا۔

سوال: حضرت عمرؓ کی کونسی باتوں کے توارد میں قرآن کریم کی آیات کا نزول ہوا؟

جواب: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری تین باتوں میں جو میرے منہ سے نکلا میرے رب نے ویسا ہی حکم فرمایا۔

میں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا سکتے تو اچھا ہوتا، تو یہ آیت نازل ہوئی اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔

دوسری آیت پردہ کے بارے میں ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ کاش! آپ اپنی عورتوں کو پردہ کا حکم دیتے، کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ بات کرتے ہیں۔ اس پر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں جوش و خروش میں آپ کی خدمت میں اتفاق کر کے کچھ مطالبات لے کر حاضر ہوئیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک تمہیں طلاق دلا دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیویاں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کریں، تو یہ آیت نازل ہوئی: عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَهٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا مِّنۡکُنَّ

سوال: وادیٔ قبا میں تحویل قبلہ پہ عمل کب ہوا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والا آیا۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کل وحی نازل ہوئی ہے اور انہیں کعبہ کی طرف نماز میں منہ کرنے کا حکم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بھی کعبہ کی جانب منہ کر لیے جب کہ اس وقت وہ شام کی جانب منہ کئے ہوئے تھے، اس لیے وہ سب کعبہ کی جانب گھوم گئے۔

سوال: مسجد میں تھوک وغیرہ کے بارے کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف دیوار پر بلغم دیکھا، جو آپؐ کو ناگوار گزرا اور یہ ناگواری آپؐ کے چہرہ مبارک پر دکھائی دینے لگی۔ پھر آپؐ اٹھے اور خود اپنے ہاتھ سے اسے کھرچ ڈالا اور فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، یا یوں فرمایا کہ اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی شخص نماز میں اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ البتہ بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا، اس پر تھوکا پھر اس کو الٹ پلٹ کیا اور فرمایا، یا اس طرح کر لیا کرو۔ (اس وقت مساجد کے فرش کچے تھے تو مٹی اس طرح کے مواد کو جذب کر لیتی تھی، آج کل کے زمانہ میں ایسے بیمار کو ٹشو وغیرہ استعمال کرنا چاہئے۔)

سوال: اگر کوئی نجاست بدن کے ساتھ لگ جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر گیلی نجاست پر تمہارے پاؤں پڑیں تو انہیں دھو ڈالو اور اگر نجاست خشک ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں۔

سوال: مسجد میں تھوکنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے زمین میں چھپا دینا ہے۔

سوال: کیا امام مقتدیوں کی کیفیت سے روحانی طور پہ آگاہ ہو جاتا ہے؟

جواب: ابوہریرہؓ اور انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مرتبہ نماز پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، پھر نماز کے باب میں اور رکوع کے باب میں فرمایا میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا رہتا ہوں جیسے اب سامنے سے دیکھ رہا ہوں۔

سوال: کیا کسی مسجد کو کسی خاص خاندان سے منسوب کیا جاسکتا ہے؟

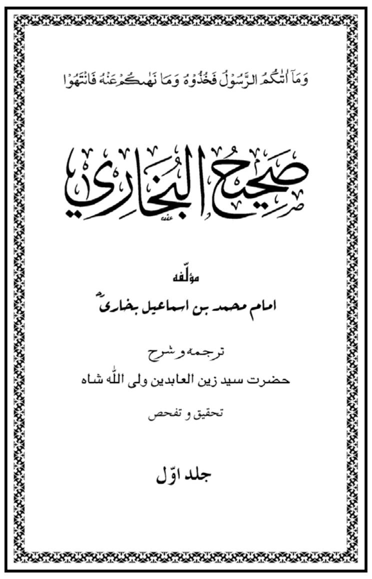

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کی جنھیں جہاد کے لیے تیار کیا گیا تھا مقام حفیاء سے دوڑ کرائی، اس دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع تھی اور جو گھوڑے ابھی تیار نہیں ہوئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کرائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت کی تھی۔

سوال: کیا مسجد میں کوئی حاکم مال تقسیم کرسکتا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے رقم آئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں ڈال دو اور یہ رقم اس تمام رقم سے زیادہ تھی جو اب تک آپؐ کی خدمت میں آ چکی تھی۔ پھر آپؐ نماز کے لیے تشریف لائے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی، جب آپؐ نماز پوری کر چکے تو آ کر مال کے پاس بیٹھ گئے اور اسے تقسیم کرنا شروع فرمادیا۔ اس وقت جسے بھی آپؐ دیکھتے اسے عطا فرما دیتے۔

سوال: کیا آپؐ نے مال کی بڑھی ہوئی حرص کو ناپسند فرمایا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب حضورؐ بحرین سے آئے ہوئے اموال تقسیم فرما رہے تھے تو عباسؓ حاضر ہوئے اور بولے کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی عطا کیجئے کیونکہ میں نے غزوہ بدر میں اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیجئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے میں روپیہ بھر لیا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن (وزن کی زیادتی کی وجہ سے) وہ نہ اٹھا سکے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کسی کو فرمائیے کہ وہ اٹھانے میں میری مدد کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا کہ پھر آپ ہی اٹھوا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی انکار کیا، تب عباسؓ نے اس میں سے تھوڑا سا گرا دیا اور باقی کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن نہ اٹھا سکے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! کسی کو میری مدد کرنے کا حکم دیجئے۔ آپؐ نے انکار فرمایا تو انہوں نے کہا کہ پھر آپ ہی اٹھوا دیجئے۔ لیکن آپؐ نے اس سے بھی انکار کیا، تب انہوں نے اس میں سے تھوڑا سا روپیہ گرا دیا اور اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھ لیا اور چلنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس حرص پر اتنا تعجب ہوا کہ آپؐ اس وقت تک ان کی طرف دیکھتے رہے جب تک وہ ہماری نظروں سے غائب نہیں ہو گئے اور آپؐ بھی وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک کہ ایک چونی بھی باقی رہی۔

سوال: کیا مسجد میں کھانے کی دعوت پہ بلایا جاسکتا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا، آپؐ کے پاس اور بھی کئی لوگ تھے۔ میں کھڑا ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تجھ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے پوچھا کھانے کے لیے بلایا ہے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب موجود لوگوں سے فرمایا کہ چلو! سب حضرات چلنے لگے اور میں ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔

صوفیہ اکرم چٹھہ۔لندن

کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

روح پرور۔ ایمان افروز واقعات

قسط 4

سادگی کی حد

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں حضور اقدسؑ کے ہاں گوجرہ کا ایک پہاڑی شخص ملازم تھا جو بہت ہی سادہ طبع تھا۔اس کا نام پیرا تھا۔ایک دن وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مطب میں آ گیا۔آپ نے اس سے دریافت فرمایا۔تمہارا کیا مذہب ہے؟وہ اس وقت وہاں سے چلا گیا اور کچھ دیر بعد ایک پوسٹ کارڈ لے آیا اور حضور کوعرض کرنے لگا کہ میرے گاؤں کے نمبر دار کو یہ خط لکھ دیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ خط کس غرض کے لئے لکھانا ہے۔کہنے لگا آپ نے خود دریافت کیا تھا کہ میرا مذہب کیا ہے۔آپ ہمارے گاؤں کے نمبر دار کو لکھ کر دریافت کر لیں۔اس کو معلوم ہے۔حضرت نے یہ سن کر تعجب فرمایا کہ اس کی سادگی کس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اس کو اپنے مذہب کا علم نہیں۔

(حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ 112)

خدا تعالیٰ کے باجے

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل ہلال پوری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اپنے اپنے رنگ میں اخلاص کے پتلے تھے لیکن ان دونوں طبائع میں نمایاں فرق تھا۔حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ جب بیت الحمد تشریف لایا کرتے تھے تو حضرت اقدس علیہ السلام کی مجلس میں سب سے آخر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے تھے اور جو کچھ حضرت اقدسؑ ارشاد فرماتے اُسے بغور سنا کرتے تھے۔آپ نے کبھی کوئی سوال نہیں کیا۔بلکہ فرماتے تھے کہ یہ خدا تعالیٰ کے لوگ جو کچھ فرمائیں توجہ سے سننا چاہئے۔لیکن حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت اقدس کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ لوگ دنیا میں روز روز نہیں آتے۔صدیوں کے بعد خوش قسمت لوگوں کو ان کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔اس لئے جو سوالات ذہن میں آئیں وہ پیش کر کے دنیا کی روحانی تشنگی کو بجھانے کا سامان پیدا کر لینا چاہئے۔بلکہ اپنے مخصوص انداز میں یوں فرمایا کرتے تھے کہ:

’’یہ لوگ خدا تعالیٰ کے باجے ہوتے ہیں۔جتنا ان کو بجالیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔‘‘

(حیات النور صفحہ 264)

دھیلہ بخوشی قبول کرلیا

حضرت مولانا حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک بوڑھی غریب عورت جس کا ایک ہی لڑکا تھا۔بیمار پڑ گیا۔میں نے اس کا علاج کیا۔خدا کے فضل سے اس کو صحت ہو گئی اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔وہ بڑھیا میرے پاس آئی اور میرے سامنے ایک دھیلہ (نصف پیسہ) رکھ کر کہنے لگی کہ جناب میں بہت غریب ہوں اور بیوہ ہوں۔محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی ہوں۔میرے پاس تو اور کچھ نہیں ہے صرف ایک ہی دھیلہ ہے جو کہ میں بطور نذرانہ شکریہ کے پیش کرنا چاہتی ہوں۔اگرچہ آپ کے مقام اور شان کے اعتبار سے باعث شرم وندامت تھا لیکن میں یہی پیش کرسکتی ہوں۔آپ اس کو ضرور قبول فرمائیں اور ردّ نہ کریں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے بخوشی اس دھیلہ کو قبول کر لیا اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھا کہ طبیب کو بلامانگے اگر کوئی شخص کچھ بھی دے تو وہ ردّ نہ کرے۔میں دھیلہ کو ہاتھ میں لے کر دل میں سوچنے لگا کہ اگر یہ دھیلہ اللہ کی راہ میں دے دوں تو حسب آیت

کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ

مجھے سال میں سات سو تک دھیلے مل سکتے ہیں اور اگر ان سات سو دھیلوں کو بھی اللہ کی راہ میں دے دوں تو ہر ایک دھیلے کے عوض سات سات سو دھیلے اور مل سکتے ہیں۔اسی طرح دھیلے کو پھیلاتے ہوئے ہزاروں روپیہ کی تعداد تک حساب کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ ایک دھیلہ کو بھی بہت بڑی برکت دے سکتا ہے۔

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ 47)

بدگمانی میں جلدی کا احساس

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’میں نے ایک کتاب منگوائی۔وہ بہت بے نظیر تھی۔میں نے مجلس میں اس کی بہت تعریف کی۔کچھ دنوں کے بعد وہ کتاب گم ہوگئی۔مجھے کسی خاص پر تو خیال نہ آیا۔مگر خیال آیا کہ کسی نے چُرالی۔ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے الماریاں اُٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی ہے۔اس وقت مجھ پر معرفت کے دو نقطے کھلے۔ایک تو مجھ ملامت ہوئی کہ دوسرے پر میں نے بدگمانی کیوں کی۔دوئم میں نے صدمہ کیوں اُٹھایا۔خدا کی کتاب اس سے زیادہ عمدہ اور عزیز موجود تھی۔

اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ دس تہیں ہوں گی۔ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کام ہوا تھا۔ایک اجنبی عورت ہمارے گھر میں آئی۔اسے کام کا بہت شوق تھا۔اس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہوگئی۔مجھے اس کے گم ہونے کا صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی،نہ ہی میرے بچوں کے سر پر۔مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آئی ہوگی۔مدت ہوگئی اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا تو اس کی تہہ میں سے ٹوپی نکل آئی۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 87)

ایک دن تو لطیفہ ہوا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے پاس اکثر لوگ اپنی امانتیں رکھواتے تھے اور آپ اس میں سے ضرورت پر خرچ کرتے رہتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اس طرح رزق دیتا رہتا ہے۔بعض دفعہ ہم نے دیکھا کہ امانت رکھوانے والا آپ کے پاس آتا اور کہتا کہ مجھے کچھ روپے کی ضرورت ہے۔میری امانت مجھے واپس کر دی جائے۔آپ کی طبیعت بہت سادہ تھی اور معمولی سے معمولی کاغذ کو بھی آپ ضائع کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔جب کبھی کسی نے مطالبہ کرنا تو آپ نے ردّی کاغذ اُٹھا اور اس پر اپنے گھر والوں کو لکھ دینا کہ امانت میں سے دو سو روپیہ بھجوا دیا جائے۔اندر سے بعض دفعہ جواب آتا کہ روپیہ تو خرچ ہو چکا یا اتنے روپے ہیں اور اتنے روپوں کی کمی ہے۔آپ نے اسے فرمانا۔ذرا ٹھہر جاؤ،ابھی روپیہ آ جاتا ہے۔اتنے میں ہم نے دیکھا کہ کوئی شخص دھوتی باندھے ہوئے جو نا گڑھ سے یا ممبئی کا رہنے والا،چلا آرہا ہے اور اس نے اتنا ہی روپیہ پیش کر دینا۔

ایک دن تو لطیفہ ہوا۔کسی نے اپنا روپیہ مانگا۔اس دن آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔مگر اس وقت ایک شخص علاج کے لئے آ گیا اور اس نے پڑیا میں کچھ رقم لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھ دی۔حافظ روشن علی صاحب کوعلم تھا کہ روپیہ مانگنے والا کتنا روپیہ مانگتا ہے۔آپ نے حضرت حافظ صاحب سے فرمایا۔دیکھو اس میں کتنی رقم ہے۔انہوں نے گنا تو کہنے لگے جتنی رقم کی آپ کو ضرورت تھی بس اس میں اتنی رقم ہی ہے۔

(روزنامہ الفضل 3فروری 1995ءصفحہ 7)

مبادا تکبر پیدا ہو جائے

حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سے میں روزانہ پڑھنے جاتا۔ایک روز ایک کتاب کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ کتاب آپ مجھ سے پڑھ لیں تو ہندوستان بھر میں آپ کے پایہ کا کوئی عالم نہ ہوگا۔لیکن میں نے یہ خیال کر کے نہ پڑھی کہ مبادا تکبر ہو جائے۔

(اصحاب احمد جلد دواز دہم صفحہ 174)

حِسَابًا یَّسِیۡرًا

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سے حکیم غلام محمد صاحب امرتسری نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو حِسَابًا یَّسِیۡرًا آتا ہے اس کی تفسیر کیا ہے۔سمجھائیں وہ کس طرح ہوگا۔فرمایا۔اچھا۔کچھ دن گزر گئے اور اس اثنا میں جو رقم حضور رضی اللہ عنہ کے پاس نذرانہ وغیرہ کی آتی آپ حکیم صاحب موصوف کو اپنے پاس رکھنے کی ہدایت کرتے اور جو خرچ آپ کی طرف سے ہوتا انہی کے ہاتھ سے کرواتے۔ایک دن حضور رضی اللہ عنہ نے ان سے کہانذرانے وغیرہ کی جو رقم آپ کے پاس ہے اس کا حساب لکھ کر لائیں کہ کیا کچھ آیا۔کیا خرچ ہوا اور باقی کیا ہے۔

چونکہ موصوف کو یہ خیال و وہم بھی نہ تھا کہ آپ حساب طلب فرمائیں گے۔اس لئے نذرانہ وغیرہ کی رقم لے لیتے اور مطابق حکم خرچ کرتے رہے تھے۔اب حساب مانگنے پر بہت گھبرائے اور لگے لکھنے۔مگر حساب لکھا ہوا نہیں تھا۔کچھ یاد نہ آیا۔دیر ہوگئی۔آپ بار بار حساب طلب فرماتے۔ایک روز جب فرمایا حساب لاؤ تو یہی جو تھوڑا بہت لکھا تھا ڈرتے ڈرتے لے گئے تو حضور رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا حساب میں فلاں فلاں آمد وخرچ درج نہیں تو حکیم صاحب کی گھبراہٹ کی کوئی حد نہ رہی۔یہ حال دیکھ کر فرمایا۔مولوی صاحب ہم جانتے ہیں آپ دیانت دار ہیں۔آپ نے

خیانت نہیں کی۔ جاؤ حساب ٹھیک ہے۔ فرمایا آپ حِسَابًا یَسِیْرًا کی تفسیر پوچھتے تھے اسی طرح قیامت میں بھی ہوگا۔ تب مولوی صاحب کی جان میں جان آئی۔ یہ مفہوم تھا۔

(اصحاب احمد جلد سوم صفحہ 84)

دوسرے کے اعمال اور نظر سے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چور سے پوچھا تمہیں چوری کرنا بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ وہ کہنے لگا کیونکر معلوم ہو۔ ہم محنت و مشقت کرتے ہیں اور کماتے ہیں اور بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ یونہی تھوڑا کہیں سے اُٹھالاتے ہیں۔ فرماتے تھے یہ سن کر میں نے اس سے کچھ اور باتیں شروع کر دیں اور تھوڑی دیر کے بعد پوچھا تم مال آپس میں کس طرح تقسیم کرتے ہو۔ اس نے کہا ایک سنار ساتھ شامل ہوتا ہے اسے سب زیورات دے دیتے ہیں۔ وہ گلا کر سونا بنا دیتا ہے یا چاندی یا جیسا زیور ہو۔ پھر مقرر شدہ حصوں کے مطابق ہم تقسیم کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا اگر اس میں سے کچھ رکھ لے تو پھر۔ وہ کہنے لگا اگر وہ ایسا کرے تو ہم اس بدمعاش چور کا سر نہ اُڑا دیں۔ وہ اس کے باپ کا مال ہے کہ اس میں سے رکھ لے۔ اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح انسان اپنے اعمال کو اور نظر دے دیکھتا ہے اور دوسرے کے اعمال اور نظر سے۔

(عرفان الٰہی صفحہ 58)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا ایک لڑکا جو میری پہلی بیوی سے تھا اور اس وقت تک میرا اکلوتا بیٹا فوت ہوگیا تھا اور فوت ایسے ہوا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ہی اسے قتل کیا۔ یہ اس طرح ہوا کہ وہ بیمار تھا اور آپ اس کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے لئے دوائی کی ایک پُڑیا تجویز کی شاید اس کے گلے میں کوئی نقص تھا۔ آپ نے دوا تجویز کر کے لڑکے کی والدہ سے کہا کہ یہ پڑیا اسے ابھی کھلا دی جائے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس بچے نے مجھے کہا۔ ابّا مجھے گھوڑا لے دو۔ آپ باہر نکلے اور ایک رئیس سے جو گھوڑوں کا اچھا واقف تھا بات کرنے لگے کہ ہمیں ایسا گھوڑا چاہئے۔ اتنا فربہ ہو اور اتنی قیمت ہو۔ فرماتے تھے ابھی میں اس سے باتیں ہی کر رہا تھا کہ نوکر دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ لڑکا فوت ہوگیا ہے میں جو گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ پڑیا جب اس کے منہ میں ڈالی گئی تو اسے اتھو آ گیا اور ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا۔ آپ فرماتے ہیں مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا۔ اتنا صدمہ ہوا کہ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو میرے منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ نکلے اور بار بار میرے دل میں یہی خیال آئے کہ کس طرح اچانک میرا لڑکا فوت ہوگیا ہے۔ اس پر یکدم میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ نور الدین تجھے یہی خیال ہے کہ تیرا یہ لڑکا تیری یاد ہوتا اور تیرا نام دنیا میں باقی رہتا۔ لیکن اگر بڑے ہو کر یہ لڑکا چور بن جاتا تو پھر تیری کیا عزت ہوتی۔ یا بڑا ہو کر اگر یہ ظالم ہوتا۔ بنی نوع کو دکھ پہنچاتا تو لوگ اسے صرف گالیاں دیتے۔ ایسی حالت میں اٹھا لینا محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور تیرا فرض ہے کہ تو اس احسان کا شکر ادا کرے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تو اس وقت بے اختیار میری زبان سے بڑے زور سے نکلا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن اور چونکہ میں نے بڑی بلند آواز اور چیخ کر کہا تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن اس لئے مقتدی بھی حیران ہو گئے کہ کیا ہوا۔ چنانچہ بعد میں انہوں نے مجھ سے پوچھا اور میں نے بتایا کہ آج خدا نے اس طرح میری راہنمائی فرمائی ہے ورنہ میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔

(خطبہ جمعہ الفضل 18/ اپریل 1944ء)

اطاعت امام اور خدا کی دستگیری

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو تار دلوائی کہ فوراً دلی پہنچ جائیں۔ تار لکھنے والے نے تار میں (Immediate) یعنی ’’بلا توقف‘‘ کے الفاظ لکھ دیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو جب یہ تار پہنچی تو اس وقت آپ اپنے مطب میں تشریف فرما تھے۔ تار ملتے ہی یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ حضرت صاحبؑ نے بلا توقف بلایا ہے۔ میں جاتا ہوں اور گھر میں قدم تک رکھنے کے بغیر سیدھے اڈہ خانے کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیفیت یہ تھی کہ اس وقت نہ جیب میں خرچ تھا اور نہ ساتھ کوئی بستر وغیرہ۔ گھر والوں کو اطلاع ملی تو پیچھے سے ایک کمبل تو کسی کے ہاتھ بھجوا دیا مگر خرچ کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور شاید اس وقت گھر میں کوئی رقم ہوگی بھی کہ نہیں۔ اڈہ خانہ پر پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے یکہ لیا اور بٹالہ پہنچ گئے۔ مگر ٹکٹ خریدنے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ چونکہ گاڑی میں کچھ وقت تھا۔ آپ خدا پر توکل کر کے ٹہلنے لگے۔ اتنے میں ایک ہندو رئیس آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر عرض کی کہ میری بیوی بہت بیمار ہے اور آپ تکلف فرما کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں اور میرے گھر پر دیکھ آئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو امام کے حکم پر دلّی جا رہا ہوں اور گاڑی کا وقت ہونے والا ہے۔ میں اس وقت نہیں جا سکتا۔ اس نے بمنّت عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو یہیں اسٹیشن پر ہی لے آتا ہوں۔ آپ اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر یہاں لے آؤ اور گاڑی میں کچھ وقت ہوا تو میں دیکھ لوں گا۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کو اسٹیشن پر لایا اور آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ یہ ہندو رئیس چپکے سے گیا اور دلّی کا ٹکٹ لا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور ساتھ ہی معقول نقدی بھی پیش کی۔

(الفضل 6/ دسمبر 1950ء)

بدنظر عورتوں کو گھروں میں نہ آنے دیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’میری نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ میری بیوی کی عمر چھوٹی تھی۔ میرے ایک دوست تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بیوی تمہاری بیوی سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا شوق سے وہ آئیں۔ چنانچہ وہ آئی۔ میری بیوی کو دیکھتے ہی ایک بڑا ٹھنڈا سانس بھرا اور کہا کہ ہائے تیری تو قسمت پھوٹ گئی، تو تو ابھی بچی ہے اور تیرے ماں باپ اور بھائیوں نے تیری مولوی کے ساتھ شادی کر دی جو تیرے باپ کے ہم عمر ہیں۔ میں نے اپنی بیٹی کی شادی نہایت خوبصورت اور جوان شخص سے کی ہے۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ یہ کون عورت ہے۔ میں نے کہا ہمارے ایک دوست کی بیوی ہے۔ میری بیوی نے کہا کہ یہ مجھ سے ایسا کہتی ہے اور اس کی باتیں اس کے سامنے ہی نقل کر دیں۔ وہ سنتے ہی فوراً وہاں سے چل دی۔ مجھ کو کچھ کہنے کی نوبت نہ پہنچی۔ اس کی لڑکی کی جس شخص کے ساتھ شادی ہوئی، یعنی اس کا داماد تپ دق سے جلد مر گیا۔ پھر دوسرے کے ساتھ شادی کی۔ چند روز بعد تقریباً ایک ہزار روپیہ دے کر اس سے طلاق حاصل کی۔ اب بھی وہ لڑکی موجود ہے۔ قرآن مجید میں اسی واسطے علی العموم عورتوں کو گھروں میں آنے سے روکا گیا ہے۔‘‘

(مرقاۃ الیقین صفحہ 182-183)

جو شخص کسی کی تحقیر کرتا ہے خود بھی اس کی ذِلّت اُٹھاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’پنڈ دادنخاں اور میانی کے درمیان ایک ندی ہے۔ میانی میں ہمارا گھر تھا۔ پنڈ دادنخاں میں ہمارا مدرسہ تھا۔ میانی سے پنڈ دادنخاں آتے ہوئے دریا پر میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے دریا میں داخل ہوتے وقت اپنا تہہ بند سر پر کھول کر رکھ دیا اور ننگا ہو کر چلنے لگا۔ ایک دوسرے شخص نے اس کو بڑی لعنت ملامت کی اور نہایت سخت سست کہا کہ اس طرح ننگا ہو کر کیوں دریا میں جاتا ہے۔ پہلے شخص کے پیچھے دوسرا شخص بھی دریا میں داخل ہوا۔ جوں جوں آگے بڑھتا گیا۔ پانی گہرا آتا گیا اور وہ تہہ بند اوپر اُٹھاتا گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ پانی تو شاید ناف تک آ جائے گا تو اس نے بھی تہہ بند کھول کر سر پر رکھ لیا اور پہلے شخص کی طرح بالکل ننگا ہو گیا۔ اس وقت میری سمجھ میں یہ نکتہ آیا کہ جو شخص کسی دوسرے کی تحقیر کرتا ہے وہ خود بھی اسی قسم کی ذلت اُٹھاتا ہے۔ اگر وہ دوسرا شخص کپڑے بھیگنے کی پرواہ نہ کرتا اور ننگا نہ ہوتا تو کوئی بڑے نقصان کی بات نہ ہوتی۔ لیکن جس بات کے لئے اس نے دوسرے کی تحقیر کی تھی اسی کا مرتکب اس کو بھی ہونا پڑا۔‘‘

(14/ مئی 1909ء درس قبل از نماز عشاء مسجد مبارک)

دعا کا تحفہ

مریض کی عیادت پر دُعائیں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہوتا تھا تو آپؐ اُس پر یہ دعا پڑھتے تھے:

اَذْھِبِ الْبَأْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

(بخاری کتاب الطب)

ترجمہ: بیماری کو دور کر دے اے لوگوں کے رب! شفا عطا کر کہ تو ہی شافی ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 146)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

رپورٹ: صادق احمد لطیف۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

یوم تبلیغ، ابنگرو ریجن آئیوری کوسٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ابنگرو شہر (Abengourou) کو مؤرخہ 28/ جنوری 2023ء بروز ہفتہ کو ریجنل احمدیہ مشن ہاؤس میں یوم تبلیغ منانے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کے انعقاد کے لئے تیاریوں کا سلسلہ پروگرام سے دو ہفتے قبل ہی شروع کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس دن کے حوالہ سے باقاعدہ ایک پروگرام بنا کر چھپوایا گیا اور مہمانانِ گرامی کو اس پروگرام میں شمولیت کے لئے باقاعدہ خط کی شکل میں دعوت نامہ بمع پروگرام بھجوائے گئے۔

مؤرخہ 28/ جنوری بروز ہفتہ صبح ساڑھے نو بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم عبداللہ صاحب (Niemba Abdoulaye) صاحب کو حاصل ہوئی بعد ازاں اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں پیش کیا گیا۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق مقررین نے تقاریر کیں۔ پہلی تقریر مکرم بالو احمد صاحب معلم سلسلہ نے بعنوان ''دجال کی بابت جماعت احمدیہ کا موقف'' کی جس کے بعد مکرم یوسف دبیا صاحب نے تقریر بعنوان ''مسلمان کی کیا تعریف ہے؟'' کی۔ بعد ازاں ''آخر الزمان کی چند نشانیاں'' کے عنوان سے مکرم صدیق جیالو صاحب معلم سلسلہ نے سیر حاصل بحث کی۔ اس پروگرام کی اختتامی تقریر خاکسار (صادق احمد لطیف ریجنل مبلغ سلسلہ) نے بعنوان ''جماعت احمدیہ کا اجمالی تعارف'' کی۔ ہر ایک تقریر کے بعد حاضرین کو تقریر کے عنوان کے تحت سوالات کرنے کا موقع بھی فراہم کیا جاتا رہا اور ساتھ ہی ساتھ ان سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے رہے۔

تبلیغ ڈے کے حوالہ سے اس تبلیغی کانفرنس کے علاوہ قرآن مجید کی نمائش اور بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا۔ قرآن مجید کی نمائش میں جماعت احمدیہ کی جانب سے کئے گئے قرآن کریم کے تراجم میں سے دس مختلف زبانوں کے مترجم نسخے رکھے گئے۔ کانفرنس میں شامل مہمانان کرام کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی قرآن کریم اور اس کے تراجم کے حوالہ سے خدمات کے متعلق آگاہ کیا گیا۔ بک سٹال میں بیس کے قریب فرانسیسی زبان میں کتب فروخت کے لئے رکھی گئیں۔ مزید برآں تمام حاضرین میں کتابچہ (Leaflets) تقسیم کئے گئے اور اس پروگرام میں تشریف لانے والے تمام آٹھ آئمہ حضرات کو ایک ایک عربی زبان کی کتاب ''القول الصریح'' تحفۃً دی گئی۔ پروگرام کے اختتام پر جملہ شامین کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

اس تبلیغی کانفرنس میں اللہ کے فضل سے آٹھ غیراز جماعت آئمہ حضرات کے علاوہ مسلم طلباء تنظیم (Muslim Student Organisation) کے کئی ممبران اور یوتھ پارلیمنٹ میں ابنگرو شہر کے سینیٹر مکرم کونے موسی صاحب صاحب (Mr Kone Moussa) اور میڈیا کے نمائندے

بھی شریک ہوئے۔ بعد ازاں لوکل ریڈیو اور میڈیا کے دیگر نمائندگان نے (جن کی کل تعداد تین تھی) تمام مقررین کے انٹرویوز لئے۔ کانفرنس کے دوران کی جانے والے تمام چار تقاریر کو لوکل ریڈیو پر نشر بھی کیا گیا اور جماعت کا بہت عمدہ الفاظ میں تعارف بھی کروایا گیا۔ علاوہ ازیں AIP جو ایک الیکٹرانک اخبار ہے نے بھی اس پروگرام کے حوالہ سے ایک تفصیلی خبر مؤرخہ 29/ جنوری 2023ء کو شائع کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے مثبت نتائج مرتب فرمائے اور سعید روحوں کو امام الزمان کو قبول کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام واقفین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ:

''ستائیس اٹھائیس سال کا عرصہ گزرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رَلیا رام تھا اور وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ (اب یہ واقعہ ہم میں سے کئی لوگوں نے سنا ہوا ہے۔ بیان بھی کرتے ہیں۔ لیکن صرف بیان کرتے ہیں۔ عمل ہم میں سے بھی بعض نہیں کر رہے ہوتے) فرمایا کہ ''اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لیے تاکید بھی تھی اس لیے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لیے یہ موقعہ ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اُس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رَلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لیے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تَل کر واپس بھیج دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام آ سکتی ہے۔

غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لیے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے (جھوٹ بولنے کے) اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رَلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلّی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریّت ہو جائے گی۔'' (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وکیل مشورہ دے رہے ہیں کہ جھوٹے گواہ پیش کرو)۔ ''ورنہ'' (وکیلوں نے کہا کہ) ''صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی (کا) نہیں (ہے)۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں) ''مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلاتوقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لیے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا'' (حکومت کو نقصان پہنچانے کے لئے، اس کے پیسے ہضم کرنے کے لئے یہ کام نہیں کیا تھا) ''بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نَج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو (No,No) کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنی تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لیے رخصت'' (ہے)۔ ''یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اُس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے؟ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ خیر ہے، خیر ہے۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 350 تا 353 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(5 فروری 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

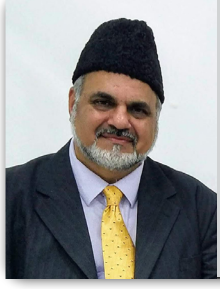

وسیم احمد ظفر۔ مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل

احمدیہ مرکز برازیل میں تقریب ظہرانہ

مؤرخہ 21؍ جنوری 2023ء بروز ہفتہ مشن ہاؤس میں نئے سال کے حوالہ سے ایک ظہرانہ کی تقریب منعقد ہوئی اس میں شہر پیٹروپولس کی کونسل کے تمام کونسلرز اور میئر کی کیبنٹ کے تمام اراکین کو مدعو کیا گیا تھا اور ایک سپیشل دعوت نامہ تیار کر کے سب کو بھجوایا گیا تھا اس کے بعد بار بار یاد دہانی بھی کروائی جاتی رہی۔ چنانچہ اس پروگرام میں میئر کے خصوصی نمائندہ جناب Rafael Simão، میئر کی کیبنٹ کے 4 اراکین، شہر کی کونسل کے خصوصی نمائندہ جناب Octavio Sampaio جو نائب صدر بھی ہیں، 5 کونسلرز، دو کونسلرز کے نمائندوں نے شرکت کی ایک کونسلر جناب Hingo Hammes سابق صدر کونسل اور میئر بھی رہ چکے ہیں اور آئندہ الیکشن میں میئر کے لئے مضبوط امیدوار ہیں اسی طرح ایک صوبائی ممبر پارلیمنٹ Yuri Moura اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ایک خصوصی نمائندہ خاتون نے بھی شرکت کی۔ اسی طرح ایک نومبائع پروفیسر Leonardo بھی پہلی مرتبہ اپنی فیملی کے ساتھ کسی جماعتی فنکشن میں شامل ہوئے۔

برازیل کے کسی جماعتی پروگرام میں اتنی زیادہ تعداد میں پہلی بار سرکردہ افراد شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اور کامیاب پروگرام ہوا تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم تکریم احمد ظفر نے کی اور پرتگیزی میں ترجمہ بھی پیش کیا جس کے بعد مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام مترنم آواز میں سنایا اور ترجمہ پیش کیا۔ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب جنرل سیکرٹری نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے ہوئے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا۔ خاکسار نے اپنی گزارشات میں مختصراً جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا بھی بتایا کہ جس مسیح موعود نے آنا تھا وہ آچکا ہے جو بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں اس موقع پر حاضرین کو آپ کی بڑے بینر پر آویزاں فوٹو بھی دکھائی نیز انسانیت کی خدمت کے لئے جماعتی کاوشوں کا بھی ذکر کیا میئر اور صدر کونسل کے نمائندگان نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت کا اس دعوت کے لئے بہت شکریہ ادا کیا نیز جماعتی ایکٹیویٹیز کو سراہا۔ ایک کونسلر نے ہمارے ماٹو ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کو دہرایا کہ یہ بہت خوبصورت پیغام ہے۔ سٹیج کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور پیارے حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بڑے بینرز پر فوٹوز بھی آویزاں کی گئی تھیں۔ میئر اور کونسل کے نمائندگان نے بھی باری باری اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت کی رواداری اور شہر کے ضرورتمند لوگوں کے لئے جماعتی خدمات کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا نیز ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی بھی کروائی۔

اس تعارفی تقریب کے بعد سب کی خدمت میں سپیشل کھانا پیش کیا گیا جو مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ اور ان کی زیر نگرانی لجنہ اماء اللہ نے بڑی محنت سے یہاں مشن ہاؤس میں ہی تیار کیا تھا۔ سب نے کھانا بہت پسند کیا اور خوب کھایا بہت سے لوگوں کے لئے اس قسم کا کھانا کھانے کا پہلا موقع تھا۔ اس بارہ میں پوچھتے بھی رہے خاص طور پر تازہ روٹی، قوفتے اور کھیر سے سب بہت لطف اندوز ہوئے۔ کھانے کے دوران اور بعد میں بھی باہمی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا اور سب اپنے اپنے رنگ میں مختلف نوعیت کے سوالات پوچھتے رہے جن کے جوابات دیئے جاتے رہے۔ انہیں مسجد کا بھی تفصیلی وزٹ کروایا اور انہوں نے لائبریری بھی دیکھی جہاں خاص طور پر مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ دیگر کتب کا بھی تعارف کروایا۔ اس موقع پر ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت 50 خوردونوش کے پیکٹ۔ بچوں کے کھلونے اور دیگر امدادی سامان بھی موجود تھا انسانیت کے لئے اس خدمت پر سب بہت خوش ہوئے اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اکثر نے رجسٹر میں اپنے رابطہ نمبرز بھی درج کئے اور کچھ نے اپنے تاثرات بھی قلمبند کئے۔ ایک کونسلر جناب Marcelo Chitão نے خاکسار کے نام کونسل کی طرف سے ایک خصوصی سپاسنامہ بھجوایا جس میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں انسانیت کی خدمت کے لئے بہت عمدہ الفاظ میں خاکسار کے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا ہے۔

اس تقریب کے بعد شہر کی کونسل کے آفیشل اجلاس میں ایک کونسلر جناب Mauro Peralta نے سب کی نمائندگی میں اس تقریب اور ظہرانہ کا بہت خوبصورت انداز میں ذکر کیا اور جماعت کا بڑے اچھے رنگ میں تعارف کروایا۔ انہوں نے حیرت انگیز طور پر اسلام کے پانچ ارکان کا ذکر کر کے اپنے مطابق ان کی کچھ تفصیل بھی بتائی۔ اسی طرح ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ جو انسانیت کی خدمت کے کام ہو رہے ہیں ان کا بھی ذکر کیا (یہ ریکارڈنگ محفوظ ہے)

اس پروگرام کی تیاری میں مکرم ندیم احمد طاہر صاحب، مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب اور عزیزم تکریم احمد ظفر نے بہت محنت سے کام کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا کرے اور ہمیشہ جماعت اور خلافت احمدیہ سے جوڑے رکھے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے جماعت کے تعارف میں وسعت پیدا ہو اور اس قوم کے دل بھی حق قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ آمین

صائمہ حنا۔ نیشنل سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ برکینا فاسو

واگادوگو، برکینا فاسو میں ناصرات الاحمدیہ کی کارگزاری

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے جماعت احمدیہ پر احسانات میں سے ایک بڑا بھاری احسان جماعت میں متفرق ذیلی تنظیموں کا قیام بھی ہے۔ امسال احمدی عورتوں کی تنظیم لجنہ اماء اللہ اپنے قیام کا صد سالہ جشن تشکر منا رہی ہے۔ ان سو سالوں میں لجنہ اماء اللہ کی غیر معمولی ترقیات، قربانی، ایثار، خدمت خلق اور تبلیغ و تربیت کے کاموں کا سرانجام پایا جانا خلافت کے زیر سایہ ہی ممکن ہوا ہے۔

برکینا فاسو میں لجنہ اماء اللہ کا قیام 1990ء میں ہوگیا تھا مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے آج یہ تنظیم بہتر رنگ میں تبلیغ و تربیت اور خدمت خلق میں مصروف عمل ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا ایک حصہ ناصرات الاحمدیہ بھی ہے۔ بچیوں کی تربیت ایک بہت اہم کام اور مشکل کام ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی سطح پر کوشش کی جاتی ہے کہ احمدی بچیوں کی ہر ممکن تربیت کی جاسکے۔

اس حوالہ سے واگادوگو میں مجالس کا دورہ کرکے ناصرات الاحمدیہ کے اجلاسات منعقد کروانے اور تربیتی امور کا جائزہ لینے کا ایک سلسلہ وار پروگرام منعقد ہوا۔ ان پروگراموں میں ناصرات نے بھرپور طور پر حصہ لیا۔ واگادوگو کی درج ذیل چھ مجالس میں یہ پروگرام کئے گئے:

(1) سوم گاندے (2) پی سی (3) بولبی (4) کام سونگے (5) بستان مہدی (6) تام پوئی

فوری اطاعت کا واقعہ

مجلس کام سونگے میں ناصرات کا اجلاس جاری تھا۔ بچیاں پورے انہماک سے اجلاس کی کارروائی میں شریک تھیں۔ خاکسار نے بتایا کہ ہمارے پیارے آقا نے بچیوں کو چھوٹے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ چھوٹی عمر سے ہی بچیوں کو ایسے کپڑے پہننے چاہیں جس سے جسم پوری طرح ڈھک سکتا ہو۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ ایک بچی اجلاس سے اٹھ کر چلی گئی۔ اس نے اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بچی واپس آگئی اور اسکرٹ کی جگہ لمبا چولا پہنا ہوا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ کیوں کپڑے تبدیل کرکے آئی ہے تو اس بچی نے جواب دیا میں نے سنا کہ ہمارے پیارے حضور نے ہمیں پورے اور مناسب کپڑے پہننے کا کہا ہے اس لئے میں اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے چلی گئی اور لباس تبدیل کر کے آئی ہوں۔

بچیوں کا جوش وجذبہ اور ولولہ

سوم گاندے کی مجلس میں اجلاس کے دوران بچیوں سے کہا گیا کہ وہ لجنہ کے سالانہ نیشنل اجتماع کے موقع پر لگنے والی نمائش میں ہاتھ سے کچھ نہ کچھ بنا کر لائیں تا کہ مجلس واگادوگو کی طرف سے ناصرات کی بھرپور شرکت ہو۔ اجلاس میں ایک چھوٹی بچی جس کی عمر بمشکل چار سال کے قریب تھی، نے ہاتھ کھڑا کیا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں بھی نمائش کے لئے مقامی طرز کا کنگن (Bracelet) بنا کر لاؤں گی۔ اس بچی کے جذبہ کو دیکھ کر ہم سب کو حیرانگی ہوئی اور باقی بچیوں کو بھی اس سے تحریک ہوئی۔

ان اجلاسات میں خاکسار کے ساتھ واگادوگو کی ریجنل صدر لجنہ، ریجنل مبلغ کی اہلیہ اور بستان مہدی کی صدر لجنہ نے ہر مجلس کے دورے میں شامل ہو کر بچیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اس کے علاوہ ہر مجلس کی صدر لجنہ اور دیگر عہدیداران نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے اور ہمیں بچیوں کی عمدہ رنگ میں تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

سونے کے آداب

قسط 14

نیند یعنی سونا اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام ہے اور جسمانی علاجوں میں سے ایک موثر علاج بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اور تمہاری نیند کو ہم نے موجب تسکین بنایا اور رات کو ہم نے ایک لباس بنایا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ تمام رات قیام کرتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں تو آپؐ نے ان سے فرمایا رات کو نماز تہجد کیلئے قیام بھی کر اور سو کر آرام بھی کر کیونکہ یقیناً تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔

(صحیح البخاری)

آپؐ فرماتے ہیں:جب تم اپنی خواب گاہ میں آؤ تو نماز کی طرح وضو کرو، پھر اپنے داہنی جانب پر لیٹ جاؤ،اس کے بعد کہو،اے اللہ! میں نے اپنا وجود اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا،اور تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے، تجھے اپنا پشت پناہ بنالیا۔اور جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی پناہ گاہ اور راہِ نجات نہیں۔اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے اس نبی پر (بھی) جسے تو نے بھیجا ہے۔

(صحیح البخاری،کتاب الوضوء)

آپؐ فرماتے ہیں:جب تم میں سے کوئی شخص رات کو بیدار ہو پھر اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی چادر سے ہی اپنے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے کیا چیز اس کے بستر پر آ گئی ہو پھر یوں کہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے نام کی برکت سے اپنا پہلو زمین پر رکھ دیا اور تیرے نام سے ہی اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح کو اپنے پاس روک لے تو اس کی مغفرت فرما اور اگر بھیج دے تو اس کی اسی طرح حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(مسند احمد)

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس طرف رہنمائی فرماتا ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو اس لئے بنایا کہ تم اس میں سکینت حاصل کرو اور اس کے فضلوں کی جستجو کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔

(القصص: 74)

ام المؤمنین حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا تین بار پڑھتے پروردگار! مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو مبعوث کرے گا۔

(سنن أبي داؤد)

آپؐ جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر تینوں قل پڑھ کر پھونک مارتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے، پہلے اپنے سر اور چہرے مبارک پر پھیرتے اس کے بعد اپنے اوپر جسم پر جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ پہنچتا پھیرتے اور یہ فعل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

(صحیح البخاری،کتاب فضائل القرآن)

آپؐ فرماتے ہیں:جو شخص رات کے وقت سورة بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لے یہ دونوں آیات اس کے لئے کافی ہوں گی۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن)

آپؐ فرماتے ہیں:جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیت الکرسی پڑھ لے تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ تیرے ساتھ لگ جائے گا،اور تیرے پاس صبح تک شیطان نہیں آئے گا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن)

حضرت فروہ بن نوفلؓ سے مروی ہے کہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھائیں جسے میں سونے کے وقت پڑھا کروں تو آپؐ نے فرمایا سورة الکافرون پڑھا کرو۔کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔

(سنن أبي داؤد کتاب الادب)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ رات کو جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا کرتے۔اے اللہ! ہم تیرے ہی نام سے جیتے اور مرتے ہیں۔اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ الفاظ پڑھتے کہ اس اللہ کا شکر جس نے ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اسی کے ہاں جمع ہونا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”انسانی وسوسوں اور شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے آنحضرتؐ نے یہ بھی نصیحت فرمائی قرآن کریم کی آخری تین سورتیں یعنی سورة اخلاص، الفلق اور الناس رات کو سوتے وقت پڑھ کر سویا کرو۔ان جیسی کوئی چیز نہیں جس سے پناہ مانگی جائے۔

(خطبہ جمعہ 9/ جولائی 2004ء)

سورة الفرقان آیت 48 میں آتا ہے کہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس بنایا اور نیند کو آرام کا ذریعہ اور دن کو پھیلاؤ کا۔حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ باوضو سوئے تو ایک فرشتہ اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ جب بھی وہ شخص رات کے کسی وقت کروٹ بدلتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ: اپنے بندے کو معاف فرما یقیناً وہ باوضو سویا تھا۔

(الترغيب والترهيب كتاب النوافل جلد 1 صفحہ 408-409)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو پسند نہیں کرتا۔

(سنن الترمذی کتاب الادب)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ الٹے ہو کر سونا بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔ سیدھے سونا چاہئے اور بہتر یہی ہے کہ دائیں کروٹ سوئیں۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو۔

(خطبہ جمعہ 23/ جولائی 2004ء)

آپؐ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جس کے گرد دیوار نہ ہو۔

(سنن الترمذی کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں: صبح کے وقت سوتے رہنے سے انسان رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(مسند أحمد،کتاب مسند العشرة المبشرين بالجنة)

آپؐ عشاء سے پہلے سوجانے اور اس کے بعد (بے مقصد) گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(صحیح البخاری،کتاب مواقیت الصلاة)

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ عطیۃ العلیم۔ہالینڈ سے لکھتی ہیں:

اداریہ ”خدا کی خوشنودی“ میں آپ نے ایک بہت اہم نقطہ جس کا قبولیت دعا سے گہرا تعلق ہے کی طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا حوالہ دے کے دعا کی جائے۔اسی ضمن میں خیال آیا کہ میرے جیسے بعض نکمے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں مانگنے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا اور وہ الفاظ ہی نہیں ملتے جو دل کے درد کو بیان کر سکیں۔ایسے موقع پر پھر رحمت عالم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی پھر مسیحا بنتے ہیں اور جو دعائیں آپ نے کی ہوئی ہیں وہ زخموں پہ مرہم کا کام کرتی ہیں۔ایسی بے شمار دعائیں ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملتی ہیں جن میں نہایت خوبصورتی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کر کے اور اپنی کم مائیگی کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات کی گئی ہیں لیکن آج صرف ایک دعا پیش ہے جس میں ازالہ غم وہم اور حب قرآن کی دعا کی گئی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کثرت کے ساتھ ہموم وغموم کا سامنا ہو وہ یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہم وغم دور کر دیتا ہے اور کشائش کے سامان فرماتا ہے۔نیز جو شخص یہ دعا نے ضرور سیکھے۔

اے اللہ! میں تیرا غلام اور تیرے غلام اور لونڈی کی اولاد ہوں۔میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔تیرا حکم مجھ میں جاری ہے اور تیرا فیصلہ ہی میرے لیے انصاف ہے۔میں تجھے تیرے نام کا واسطہ دیتا ہوں۔جو تیرا ہے جو تو نے خود اپنا رکھا ہے یا اپنی کتاب میں اسے نازل کیا یا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے علم غیب جن صفات کو تو نے ترجیح دی ہے (ان کا واسطہ) کہ قرآن کو میرے دل کی بہار بنا اور میری آنکھوں کا نور بنا دے اور میرے غم و حزن کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دے۔(خزینۃ الدعا،مناجات رسول صفحہ 100-101 سن اشاعت 2014ء)

آمین یا رب العالمین

احمد طاہر مرزا۔ گھانا

گھانا کے نیشنل چیف، امام اہل تشیع، امام اہل سنۃ والجماعت، مسلم مشن آف گھانا، امام اہل تیجانیہ کے وفد نیز دیگر نیشنل آئمہ کرام کا دورہ اکرا گھانا

مورخہ 16 فروری 2023ء بروز جمعرات گھانا کے نیشنل چیف امام الحاج شیخ ڈاکٹر عثمان نوحوشرابوتو Sheikh Dr. Osman Nuhu Sharubutu، نائب امام اہل تشیع، شیخ ابراہیم، امام اہل سنۃ والجماعت شیخ ابوبکرتسلیمہ، چیف امام اسماعیلیہ امام گھانا مسلم مشن ڈاکٹر محمد مرغوب، اور امام تیجانیہ شیخ مصطفیٰ جلال، گھانا مسلم یوتھ لیگ کے رہنما الحاج موسیٰ رضا، امام الحاج علی سراج، کے آئمہ کے وفد کے ساتھ مسلم سربراہان کی نمائندگی میں احمدیہ مسلم مشن نیشنل ہیڈکوارٹر اکرا کا شہدائے احمدیت بورکینا فاسو کی تعزیت کے لئے دورہ کیا۔ اس موقعہ پر نائب امیر اول جماعت گھانا مکرم مولوی محمد یوسف یاؤسن، نائب امیر دوم الحاج وہاب عیسیٰ، نائب امیر چہارم جسٹس سعید کوئیکوجان، مرکزی مبلغین جن میں مکرم عمر فاروق یحییٰ، مکرم نعیم احمد محمود چیمہ، مکرم علیم محمود، مکرم نعمت اللہ طائر اور خاکسار احمد طاہر مرزا موجود تھے۔ نیز نیشنل ہیڈ کواٹر عملہ کے بعض کارکنان، مرکزی عاملہ جماعت احمدیہ گھانا کے بعض ممبران جن میں جنزل سیکرٹری مکرم عباس ولسن، سیکرٹری امور خارجہ مکرم الحاج یوسف کوئینو، نیشنل صدر انصار اللہ، ریجنل و زونل پریذیڈنٹ گریٹر اکرا، نیشنل صدر خدام الاحمدیہ اور دیگر معززین احمدیت شامل تھے۔ علاوہ ازیں MTA گھانا اور مقامی پریس و میڈیا کے نمائندگان بھی موجود تھے۔

تقریب کا آغاز صبح دس بج کر بیس منٹ پر تلاوت قرآن کریم جو مولوی عمر فارق یحییٰ نے کی۔ بعدہ مکرم امیر ومشنری انچارج گھانا نے نیشنل چیف گھانا امام الحاج شرف الدین شرابوتو سے دعا کرانے کی درخواست کی۔ نیشنل چیف امام کی دعا کے بعد چیف امام کے ترجمان الشیخ آرمیاؤ شیعبو Aremeyaw Shaibu نے سورہ فاتحہ اور مسنون دعاؤں کی تلاوت کے بعد نیشنل چیف امام کے ترجمان نے نیشنل چیف امام کی نمائندگی میں 14 دیگر اسلامی مکتب ہائے فکر کے چیف و نائبین آئمہ کرام کی طرف سے، تمام مسلمانان گھانا کی طرف سے جماعت احمدیہ عالمگیر، احباب جماعت بورکینا فوسو، جماعت احمدیہ گھانا اور امیر ومشنری انچارج گھانا الحاج نور محمد بن صالح کی خدمت اپنا تعزیتی پیغام پیش کیا جس میں سورۃ البقرہ کی آیات کی روشنی میں ہمدردی و تعزیت کا اظہار کیا۔ اور حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ:

(دائیں) مکرم امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ گھانا
(بائیں) 104 سالہ بزرگ نیشنل چیف امام گھانا الحاج شیخ عثمان نوحوشرابوتو

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِى تَوَادِّهِمْ وتَرَاحُمِهِمْ وتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الجَسَدِ إذا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى له سَائِرُ الجَسَدِ بالسَّهَرِ والحُمَّى

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مومنوں کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت ومودت اور باہمی ہمدردی کی مثال جسم کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے بایں طور کہ نیند اڑ جاتی ہے اور پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے کی روشنی میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ مذہبی رواداری، ہم آہنگی پالیسی کو سراہا۔ نیز جماعت احمدیہ اہل گھانا کی دینی، تعلیمی طبی اور سماجی خدمات کی تعریف کی۔

بعدہ مکرم امیر صاحب گھانا نے ان کی تعزیت کا شکریہ ادا کیا۔ کہ آج اہل گھانا کے مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی اور ایک جسد کی طرح ہیں اور جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہو تو سار جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

اس تقریب کے آخر میں نمائندہ چیف امام استاذ نے اس بات کا اظہار کیا کہ گزشتہ دنوں نیشنل کرسچئین پیس کونسل کے اجلاس میں مجھے بھی بلایا گیا اور مکرم امیر صاحب گھانا کے بورکینا فوسو کے دورہ کی وجہ سے عدم موجودگی میں نیشنل گھانا چرچ کونسل نے بورکینا فاسو کی واقعہ کی مزمت کی اور مسلمان گھانا نے کے ساتھ تعزیت کا اظہار کیا۔ نمائندہ نیشنل چیف امام نے کہا کہ ہم جملہ مسلمان آئمہ اور علماٗ جماعت اور جماعت گھانا سے اس سانحہ پر تعزیت کے لئے آج یہاں آئے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ سے ہر طرح اظہار تعزیت اور دلی افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز کہ آپ نے آج جس طرح ہمراہ یہاں پر جوش استقبال کیا ہے اس کے لئے ہم آپ کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اور نیشنل چیف امام کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

بعدہ 10:45 پر مکرم امیر صاحب گھانا نے جملہ وفد کا شکریہ ادا کیا۔ بالخصوص نیشنل چیف امام صاحب کا جن کی عمر ماشاء اللہ 104 سال ہے جنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ سانحہ بورکینافاسو پر ہم خود احمدیہ مسلم مشن جاکر

احمدیہ مسلم مشن ہیڈ کوارٹر اکرا میں مختلف اسلامی مکتبہ ہائے فکر کے نیشنل آئمہ کرام تعزیتی تقریب میں

امیر جماعت احمدیہ گھانا سے تعزیت کریں اور نہ صرف خود تشریف لائے بلکہ جملہ اسلامی مکتبہ ہائے فکر گھانا کے چیف آئمہ اور علمائے کرام کو بھی ساتھ لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے اور ان کی یہ امن و بھائی چارہ کی اسلامی پالیسی کو آئندہ نسلوں میں بھی منتقل فرمائے۔

مکرم امیر صاحب نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ چونکہ آپ ہمارے نیشنل چیف امام ہیں دراصل آپ سارے مغربی افریقہ کے لئے ایک مثال ہیں۔ نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں میں آپ ایک عظیم الشان مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو جو دانائی اور بصیرت عطا فرمائی ہے وہ آج ہمیں نظر آرہی ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اس دعا کے ساتھ یہ نیشنل سطح کی شہدائے احمدیت کی یاد میں پروقار تعزیتی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ بعدہ ریفریشمنٹ کے بعد مہمانان کرام کی خدمت میں کھانا کے تیارہ شدہ باکس پیش کئے گئے اور اجتماعی فوٹوسیشن کے بعد نیشنل چیف امام گھانا کے نمائندہ دیگر آئمہ کرام اور امیر ومشنری انچارج کا MTA گھانا کے علاوہ Metro TV Gaskia TV اور بعض دیگر میڈیا نمائندگان نے آج کی تقریب کے بارہ میں انٹرویوز لئے۔

مکرم امیر صاحب گھانا جماعت نے انگریز اور ہاؤسا Hausa زبان میں الگ الگ مختصر انٹرویو دیئے جس میں آپ نے ساری دنیا کو پیغام دیا کہ مسلمان گھانا نے آج جس مذہبی بھائی چارہ، رواداری اور اظہار ہمدردی کی مثال قائم کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک مثالی نمونہ ہے۔ آپ نے تمام اہل گھانا اور بورکینا فاسو کے عوام سے اپیل کی اس قسم کی مذہبی رواداری و ہم آہنگی اور مسلم برادرانہ تعلقات کی روایت اہل افریقہ کے نئی نسلوں میں بھی منتقل ہونی چاہئے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں آپس میں باہمی تعاون، مذہبی روادی، ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹ کر ہم آہنگی سے رہیں۔ اس موقع پر آئے ہوئے چیف آئمہ کرام نے تمام مکاتب ہائے اسلامیہ گھانا کی طرف سے شہدائے بورکینا فاسو کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیہ وتعزیت پر مشتمل پیغام پیش کئے۔

مکرم امیر صاحب نے وفد کے سامنے شہدائے احمدیت بورکینا فاسو کا واقعہ شہادت بالتفصیل بیان کیا کہ کس طرح ہمارے امام سمیت 9 احمدی انصار احباب نے باری باری احمدیت کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں نیز جلسہ سالانہ گھانا جنوری 2023ء کے اگلے روز ہی اپنے دورہ بورکینا فاسو کا مختصراً ذکر کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

بقیہ صفحہ 15 پر

اواگادوگو Ouagadougou بورکینا فاسو احمدیہ مشن ہاؤس میں آمد

مدثر احمد ۔ مبلغ سلسلہ و نمائندہ الفضل آن لائن مڈغاسکر

Cheneso طوفان سے متأثرہ افراد کی مدد

Humanity First جرمنی اور ماریشس ۔ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کے تعاون کے ساتھ

مڈغاسکر بحرِ ہند میں واقع ایک جزیرہ نما ملک ہے جس کو گاہے بگاہے مختلف طوفانوں کا سامنا رہتا ہے۔ سال 2023ء کا پہلا طوفان جو مڈغاسکر کی طرف بڑھا اس کا نام Cheneso تھا جو مورخہ 19 تا 23/ جنوری 2023ء کے درمیان بحر ہند سے اس ملک میں شمال مشرقی جانب سے داخل ہوا اور چار روز تک مختلف علاقہ جات میں طوفانی ہواؤں اور بارش کا اثر دکھاتا ہوا شمال مغربی طرف سے باہر موزمبیق چینل کی طرف چلا گیا۔ اس طوفان نے ملک مڈغاسکر کے شمالی اور مرکزی علاقہ جات کو متأثر کیا جن میں سے سب سے زیادہ متأثر علاقہ Mahajanga (ماہاجنگا) کا صوبہ تھا۔

ملک کے حکومتی متعلقہ ادارہ کے مطابق اس طوفان کے سبب کل 3 افراد جاں بحق ہوئے، 6 افراد لاپتہ ہیں جبکہ 7 ہزار سے زائد افراد کو نقل مکانی کرنا پڑی اور 13 ہزار سے زائد لوگ متأثر ہوئے۔ قریباً 4 ہزار گھر تباہ ہوئے اور بہت سی آبادیاں باقی علاقہ جات سے کٹ کر رہ گئیں کیونکہ راستوں پر بہت پانی جمع تھا یا پھر مختلف شاہراہیں اور پل مکمل طور پر یا جزوی طور پر ٹوٹ چکے تھے۔ یہ تمام اثرات تیز طوفانی ہوا اور بارش کے ساتھ ساتھ نشیبی علاقہ جات میں سیلابی صورتحال کے سبب بھی ہوئے۔

اللہ کے فضل سے Humanity First جرمنی و ماریشس کو یہ توفیق ملی کہ وہ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کے تعاون کے ساتھ اس طوفان کے سب سے زیادہ متأثرہ صوبہ کے بڑے شہر Mahajanga (ماہاجنگا) جاکر متأثرین میں خورد و نوش کی اشیاء تقسیم کر سکے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا 8 رکنی وفد دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانارِیو) سے مورخہ 5/ فروری 2023ء روانہ ہوا۔ قریباً 15 گھنٹوں کی مسافت کے بعد یہ وفد Mahajanga پہنچا۔ مورخہ 6/ فروری 2023ء کو اشیاء خورد و نوش کی خریداری کی گئی اور پھر خدام نے تقسیم کے لئے مناسب packets بنانے شروع کر دیئے۔ نیز اس تقسیم کو مستحقین تک پہنچانے کے لئے حکومت کے متعلقہ ادارہ (BNGRC) سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے بتایا کہ ایسے گھرانے کہ جن کو طوفان اور اس کے بعد کی سیلابی صورتحال کے سبب اپنے گھر چھوڑنے پڑے اور وہ ابھی تک واپس اپنے گھروں کو نہیں جا سکے ایسے 489 گھرانوں کی فہرست ان کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ جماعت نے 500 گھرانوں میں اشیاء خورد و نوش کی تقسیم کا انتظام کیا۔ ہر گھرانے کو 15 کلو چاول، 3 کلو چینی، 2 کلو لوبیا، آدھا کلو نمک، 2 پیکٹ spaghetti اور 2 لیٹر خوردنی تیل تقسیم کیا گیا۔

حکومت کے متعلقہ ادارہ نے تقسیم کے لئے مورخہ 8/ فروری 2023ء کی تاریخ اور حکومتی سکول کے احاطہ کا انتخاب کیا۔ اس موقع پر علاقہ کے گورنر مکرم Lahiniaina Fitiaviana Ravelomahay (لاہی نَی اَین ۔ فی تیاوَن ۔ راوے لو مہائی) صاحب نیز ضلعی Municipality کی صدر مکرمہ Velomary Tonganirina Zafiarinefo (ویلو ماری ۔ ٹونگا نی ری نا ۔ زافی آری نے فو) صاحبہ مدعو تھے۔ نیز اس موقع پر مختلف ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ علاوہ ازیں اسی موقع پر ایک اور رفاعی ادارہ ONN نے بھی متأثرین میں سویا پاؤڈر تقسیم کرنے کا انتظام کیا ہوا تھا اور Red Cross کی تنظیم کی طرف سے لوکل ڈبل روٹی کی تقسیم کا انتظام بھی تھا۔ نیز لوکل سکول کا عملہ بھی موجود تھا۔ اس طرح اللہ کے فضل سے اس موقع پر ایک وسیع تعداد میں مختلف طبقات فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں تک اسلام احمدیت کا امن اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کا موقع ملا اور متأثرہ ہم وطنوں کی مدد کرنے کی توفیق بھی میسر آئی۔

اس موقع پر تمام حکومتی عہدیداران اور دیگر رفاعی اداروں کے نمائندگان نے جماعت احمدیہ اور Humanity First کی کوششوں کا سراہا اور بے حد شکر گزاری کا اظہار کیا۔ ایک مختصر پروگرام کے بعد کہ جس میں جماعت احمدیہ اور Humanity First کا تعارف پیش کرنے کا موقع ملا، ضرورتمند افراد کو کلاسوں میں تقسیم کر کے بٹھا دیا گیا اور خدام نے ہر کلاس تک سامان پہنچا کر ان افراد میں یہ سامان تقسیم کیا۔

اس دوران متعدد بار ایسے نظارے دیکھنے کو ملے کہ جن سے یہ احساس ہوتا تھا کہ حقیقتاً بھاری اکثریت ان افراد میں سے ایسی تھی کہ جن کے پاس کافی دنوں سے مناسب اور کافی کھانے کا سامان نہ تھا اور ان کی

آنکھوں کی روشنی اور چہرہ کی خوشی کہ جب ان کو یہ تھیلے پکڑائے جاتے تھے دیدنی تھی۔

اگلے روز مورخہ 9/ فروری 2023ء ہمارا وفد قریباً 15 گھنٹے کی مسافت طے کر کے بخیر و عافیت واپس Antananarivo آ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو بہترین جزا سے نوازے کہ جنہوں نے اس مصیبت کی گھڑی میں ہمارے ہم وطنوں کے لئے یہ تحائف بھیجے۔ نیز اللہ تعالیٰ ان تمام خدام کو بھی بہترین جزا عطا کرے کہ جنہوں نے اس پروگرام میں رضا کارانہ طور پر حصہ لیا۔ نیز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک مڈغاسکر کو، تمام ہم وطنوں کو اور ساری دنیا کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور تمام مصائب اور آفات سے بچائے۔ آمین

بقیہ: گھانا کے نیشنل چیف ...... از صفحہ 14

العزیز کی زیر ہدایت خاکسار اور ریجنل پریذیڈنٹ گریٹر اکرا وہاں گئے اور مہدی آباد ڈوری علاقہ کا دورہ کیا اور وہاں کے احمدیوں سے ملاقات کی۔ اس موقع پر آپ نے چیف آئمہ کو جماعت احمدیہ پیغام بھی پہنچایا۔ علاوہ ازیں نیشنل چیف امام گھانا کے وفد نے امیر و مشنری انچارج گھانا کی ہمشیرہ کبیرہ مکرمہ عائشہ بنت الحاج معلم صالح الحسن کی وفات پر ان سے اظہارِ افسوس کیا اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی۔ جس کے جواب میں مکرم امیر صاحب نے احمدیت کی خاطر اپنے والدین کی ابتدائی قربانیوں اور بڑی بہن کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ اور اپنے والدین کا حج بیت اللہ کا واقعہ بالتفصیل بیان کیا جو شادی کے دو ہفتہ بعد حج کے لئے روانہ ہوگئے کہ کس طرح اس وقت بھی انہیں تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ واہ سے اکرا آگئے اور یہاں سے بحری جہاز پر حج کے لئے روانہ ہوئے۔ والدہ کا پاسپورٹ تاخیر سے ملنے کی وجہ سے جب سوڈان پہنچے تو حج کے لئے قافلہ حجاز کے لئے روانہ ہوچکا تھا۔ چنانچہ اگلا جہاز کے لئے ایک سال تک سوڈان انتظار کرنا پڑا۔ پھر اس دوران مکہ میں میری ولادت ہوئی اور میرا نام محمدؐ رکھا گیا۔ حج سے واپسی پر میرے والد الحاج معلم صالح صاحب کو کفر کے فتووں کا سامنا کرنا پڑا اور شہر بدر کر دیا گیا۔ میرے ننھیال جو کہ احمدی نہ تھے میری والدہ کو اپنے ساتھ لے گئے کہ تیرا خاوند کافر ہوگیا ہے۔ اور میری پرورش میرے والد الحاج امام صالح نے کی۔ میرے ننھیال میری والدہ کو موجودہ بورکینا فاسو کے قریب علاقہ میں لے گئے۔ اور پھر 13 سال بعد مجھے علم ہوا کہ یہ میری والدہ ہیں۔ بہرحال یہ قصہ بھی تاریخ احمدیت Wa واہ گھانا کا حصہ ہے۔ چنانچہ میں وہی محمد بن صالح ہوں جو مکہ میں پیدا ہوا اور آج اس تقریب میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ یہ ہماری تاریخ گھانا کا حصہ ہے جو آئندہ نسلیں یاد رکھیں گی۔ دعا کے بعد یہ تقریب 11:30 پر اختتام پذیر ہوئی۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: Practice…… از صفحہ 3

سے نرمی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ہمسائے کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے محروم تو نہیں کر رہے؟ کیا ہم اپنے قصور وار کا گناہ بخشنے والے ہیں؟ کیا ہمارے دل دوسروں کے لئے ہر قسم کے کینے اور بُغض سے پاک ہیں؟ کیا ہر خاوند اور ہر بیوی ایک دوسرے کی امانت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ کیا ہم عہدِ بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھنے والے ہیں؟ کیا ہماری مجلسیں دوسروں پر تہمتیں لگانے اور چغلیاں کرنے سے پاک ہیں؟ کیا ہماری زیادہ تر مجالس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کرنے والی ہیں؟

اگر ان کا جواب نفی میں ہے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم سے دُور ہیں اور ہمیں اپنی عملی حالتوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو ہم میں سے وہ خوش قسمت ہیں جن کو یہ جواب ہاں میں ملتا ہے کہ ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دے کر بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ لیکن اگر حقیقت کی آنکھ سے ہم دیکھیں تو ہمیں یہی جواب نظر آتا ہے کہ بسا اوقات معاشرے کی رَو سے متاثر ہوتے ہوئے ہم ان باتوں یا ان میں سے اکثر باتوں کا خیال نہیں رکھتے اور معاشرے کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں اور ہم اکثر اوقات بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے 99.99 فیصد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عقیدے کے لحاظ سے پختہ ہیں اور کوئی ہمیں ہمارے عقیدے سے متزلزل نہیں کرسکتا، ہٹا نہیں سکتا۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ عملی کمزوریاں جب معاشرے کے زور آور حملوں کے بہاؤ میں آتی ہیں تو اعتقاد کی جڑوں کو بھی ہلانا شروع کر دیتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 6/ دسمبر 2013ء)

(ابوسعید)

فقہی کارنر

نماز کے اوقات روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں یہ کوئی تحکّم اور جبر کے طور پر نہیں بلکہ اگر غور کرو تو دراصل روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ (بنی اسرائیل:79) یعنی قائم کرو نماز کو دلوك الشمس سے۔ اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں قیامِ صلوٰۃ کو لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ سے لیا ہے۔ دُلُوك کے معنوں میں گو اختلاف ہے۔ لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دُلُوك ہے اب دلوك سے لے کر پانچ نمازیں رکھ دیں۔ اس میں حکمت اور سِرا کیا ہے؟ قانون قدرت دکھاتا ہے کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دُلُوك ہی سے شروع ہوتے ہیں اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں۔ پس یہ طبعی نماز بھی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب حزن اور ہم و غم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اس وقت جب کہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے تو کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے۔ اب اس وقت اگر زلزلہ آوے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر سوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالش ہو سمن یا وارنٹ آنے پر اس کو معلوم ہوگا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالش ہوئی ہے۔ اب بعد مطالعہ وارنٹ اس کی حالت میں گویا نصف النہار کے بعد زوال شروع ہوا کیونکہ وارنٹ یا سمن تو اسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر وکیل ہو یا کیا ہو؟ اس قسم کے تردّدات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے وہی حالت دُلُوك ہے اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کی عکسی حالت نماز ظہر ہے۔ اب دوسری حالت اس پر وہ آتی ہے جب کہ وہ کمرہ عدالت میں کھڑا ہے۔ فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے ہیں اور وہ ایک عجیب حالت ہوتی ہے۔ یہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے کیونکہ عصر گھوٹنے اور نچوڑنے کو کہتے ہیں۔ جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے اور فرد قرارداد جرم لگ جاتی ہے تو یاس اور نا امیدی بڑھتی ہے کیونکہ اب خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاوے گی یہ وہ وقت ہے جو مغرب کی نماز کا عکس ہے پھر جب حکم سنایا گیا اور کنسٹیبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا تو وہ روحانی طور پر نماز عشا کی عکسی تصویر ہے۔ یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی اور اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ (الانشراح:7)۔ کی حالت کا وقت آ گیا تو روحانی نماز فجر کا وقت آ گیا اور فجر کی نماز اس کی عکسی تصویر ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 95)

نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعام الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ اسمِ اعظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے۔ اب غور کرو۔ نماز کی ابتداء اذان سے شروع ہوتی ہے۔ اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے۔ یہ فخر اسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اوّل اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اور۔ مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملّت میں نہیں ہے۔ پس نماز جو دعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے مقدم رکھا ہے۔ ایسا ہی انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 37)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

ہمت مرداں مدد خدا

اپنی طرف سے پوری کوشش کریں۔ محنت کریں۔ صحیح طریقہ اپنائیں۔ دعا کریں اور پھر نتیجہ اللہ پر چھوڑیں۔ اللہ سچی محنت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع وغروب آفتاب

14/ مارچ 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:15	18:29
مدینہ منورہ	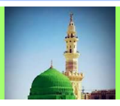	05:15	18:30
قادیان		05:20	18:35
ربوہ		05:00	18:15
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:50	18:05